ماہنامہ
# نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

4 جمادی الاولیٰ 1433ء — اپریل 2012ء

- دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا
- سندھ میں غیر مسلم خواتین کا قبول اسلام
- ملتان کے قاری محمد آصف کی قادیانیت سے توبہ اور قبول اسلام
- احرار ورکرز کنونشن لاہور

---

- برما میں علماء کا قادیانیت کے محاذ پر کام
- انگریزی اخبارات میں قادیانیوں کی بے جا حمایت
- مرزا قادیانی کے چالیس جھوٹ

# اجتماعاتِ احرار 2012ء

| تاریخ | عنوان / مقام |
|---|---|
| 30 مارچ قبل از نماز جمعہ | سالانہ شہدائے ختم نبوت کانفرنس، جامع مسجد احرار چناب نگر |
| 3 اپریل بروز منگل، بعد نماز ظہر | سالانہ اجتماع تحفظ ختم نبوت، مدرسہ سیدنا فاروقِ اعظم، موضع اصحابہ، کالی مال جھنگ |
| 5 اپریل بروز جمعرات، بعد نماز ظہر | اجتماع ختم نبوت، مدرسہ احرار اسلام، کرم پور روڈ، ضلع وہاڑی |
| 5 اپریل بروز جمعرات، بعد نماز مغرب | اجتماع ختم نبوت، مسجد بلال، پرانا لڈن روڈ، کرم پور، ضلع وہاڑی |
| 6 اپریل جمعۃ المبارک، قبل از نماز جمعہ | اجتماع ختم نبوت، جامع مسجد موضع چھتانیاں، تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی |
| 6 اپریل جمعۃ المبارک، بعد از نماز عشاء | اجتماع ختم نبوت، مسجد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ملتان روڈ میلسی، ضلع وہاڑی |
| 8 اپریل بروز اتوار، بعد نماز عشاء | ختم نبوت کانفرنس، مسجد رحمت دوعالم ﷺ لطیف پارک، شاداب کالونی فیصل آباد |
| 13 اپریل جمعۃ المبارک | سالانہ اجتماع تحفظ ختم نبوت، جامع مسجد ختم نبوت، مسلم چوک، رحیم یار خان |
| 18 اپریل بروز بدھ، بعد نماز ظہر | اجتماع تحفظ ختم نبوت، مدرسہ ختم نبوت دارالسکینہ روڈ، سیٹلائیٹ ٹاؤن جھنگ |
| 20 اپریل جمعۃ المبارک | سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس، جامع مسجد سیدنا ابوبکر صدیق، تلہ گنگ (ضلع چکوال) |
| 21 اپریل بروز ہفتہ | اجتماعات ختم نبوت، مضافات تلہ گنگ |
| 22 اپریل بروز اتوار، بعد نماز | سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس، مدرسہ اسلامیہ نورِ ہدایت، کلورکوٹ (ضلع بھکر) |
| 27 اپریل جمعۃ المبارک (قبل از نماز جمعہ) | اجتماع ختم نبوت، موضع عزیز قہم، تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی |
| 27 اپریل بعد نماز مغرب | اجتماع ختم نبوت، خان پور، تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی |
| 3 مئی بروز جمعرات، بعد نماز عشاء | سالانہ ختم نبوت کانفرنس، جامع مسجد 12 بلاک، چیچہ وطنی ضلع ساہیوال |
| 8 مئی بروز منگل، بعد نماز عشاء | ختم نبوت کانفرنس، مرکز ختم نبوت، جامع مسجد عائشہؓ، قاری کالونی، اوکاڑہ |
| 11 مئی جمعۃ المبارک قبل از نماز جمعہ | اجتماع ختم نبوت، مسجد احرار بیٹ میر ہزار، ضلع مظفر گڑھ |

منجانب تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ چناب نگر: 047-6211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-35912644 چیچہ وطنی: 040-5482253

ماہنامہ
# نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

جلد 23 شمارہ 04 | [...]الثانی 1433ھ — اپریل 2012ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411


بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ


فیضانِ نظر ——
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی ——
حضرت پیرجی ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول ——
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقاءِ فکر ——
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین ——
محمد نعمان سنجرانی
nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر ——
محمد یوسف شاد 0300-7346095


زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک —— 200/- روپے
بیرونِ ملک —— 1500/- روپے
فی شمارہ —— 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 100-5278-1

بینک: 0278 یو بی ایل [illegible] ملتان


رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961


تشکیل


| | | | |
|---|---|---|---|
| دل کی بات: | دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا | مدیر | 2 |
| شذرات: | سندھ میں غیر مسلموں کا قبول اسلام | عبداللطیف خالد چیمہ | 3 |
| | چھوٹے میاں معاذ اللہ | | |
| | خانقاہ احمدیہ سراجیہ نقشبندیہ کا اجتماع | | |
| | فتنۂ مرزائیت کی نشاندہی | | |
| دین و دانش: | نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک | حافظ محمد زاہد | 7 |
| // | حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ اور خلافتِ حسن رضی اللہ عنہ (قسط:۳) | پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی | 19 |
| آپ بیتی: | ورق ورق زندگی (قسط:۱۱) | پروفیسر خالد شبیر احمد | 28 |
| مطالعۂ قادیانیت: | برما (رنگون) کے علماء کرام کا قادیانیت کے محاذ پر کام اور تازہ ترین صورت حال کا جائزہ | سہیل باوا | 36 |
| // | انگریزی اخبارات میں قادیانیوں کی بے جا حمایت | محمد متین خالد | 39 |
| // | مختلف شخصیات، واقعات اور اپنی ذات کے متعلق مرزا قادیانی کے چالیس جھوٹ | مولانا مشتاق احمد چنیوٹی | 42 |
| قادیانیت سے توبہ: | قاری محمد آصف کا حلفیہ بیان<br>ترک قادیانیت اور قبول اسلام | ادارہ | 50 |
| اخبار الاحرار: | دوروزہ "احرار ورکرز کنونشن، اجتماع تحریک طلباء اسلام اور ختم نبوت کانفرنس کی روداد<br>مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں | ادارہ | 51 |



www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com


تحریک تحفظ ختم نبوت شعبۂ مجلس احرار اسلام پاکستان


مقام اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: آشکیل نوپرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan (Pakistan)

دل کی بات　　　　　مدیر

# دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

عوامی حکومت چار سال پورے کر چکی ہے لیکن عوام کے مسائل حل ہونے کی بجائے مزید بڑھ رہے ہیں۔ چار سال قبل مسائل حل کرنے کا جھانسہ دے کر عوام سے ووٹ مانگے اور اقتدار پر براجمان ہو کر قومی خزانے کی لوٹ مار شروع کر دی۔ پینسٹھ برس سے پاکستان میں یہی گھناؤنا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اقتدار میں آنے سے پہلے ملک کی قسمت اور تقدیر بدلنے کے دعوے اور وعدے کرتے ہیں اور اقتدار میں آنے کے بعد ایک ہی راگ الاپنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ مسائل ہمیں سابقہ حکمرانوں سے ورثہ میں ملے ہیں۔ دھوکہ دہی، لوٹ مار، جھوٹ اور فریب کا یہ موروثی دھندہ آخر کب تک جاری رہے گا؟ اور اس کا انجام کیا ہوگا؟

بجلی کی بدترین لوڈ شیڈنگ سے ملکی صنعت مفلوج اور معیشت تباہ و برباد ہو کر رہ گئی ہے۔ بجلی کے نرخوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس کی کوئی حد مقرر نہیں۔ بلوں کی ادائیگی عوام کی استطاعت سے باہر ہو گئی ہے۔ پیر گیلانی کا گھر بجلی کے قمقموں سے ہر وقت روشن ہے اور لوگوں کے گھر تاریکی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ کمر توڑ مہنگائی نے جینا محال کر دیا ہے۔ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے حکومت نے صرف ۴ برسوں میں ۴۰ کھرب کا قرض لیا، اس قرض پر سود کی ادائیگیاں ۲۵۶ ارب سے بڑھ کر ۷۹۶ ارب روپے ہو گئی ہیں جبکہ مجموعی قرضوں میں ۸۲ فیصد اور سود میں ۵۱ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ صحت، تعلیم اور ترقی کے منصوبوں کی بجائے بے حیائی اور فحاشی کے فروغ پر ملکی خزانہ لٹایا جا رہا ہے۔

اقوام عالم کے شانہ بشانہ کھڑے ہونے کے مجرمانہ شوق میں عالمی دہشت گردوں کی، دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ میں شامل ہو کر ملکی سلامتی اور دفاع بھی داؤ پر لگا دیے۔ افغانستان کے مسلمان بھائیوں کو مارنے کے لیے امریکی و نیٹو فورسز کو ملک میں اڈے دیے اور سپلائی کے لیے زمینی و فضائی راستہ فراہم کیا۔ عالمی استعمار اور دہشت گردی کی محبت میں اپنے محبّ وطن فوجی مروائے۔ سلالہ چیک پوسٹ پر حملے اور مستقل ڈرون حملوں جیسے تحفے وصول کیے۔ نیٹو سپلائی بحال کرنے کے لیے اب پھر پارلیمنٹ سے غلط فیصلے کروانے کی تیاری کی جا رہی ہے۔ بلوچستان سلگ رہا ہے اور بلوچوں کا احساس محرومی علیحدگی کے رجحانات کو قوی سے قوی تر کر رہا ہے۔ دو قومی نظریہ دفن ہو چکا بلکہ ذرائع ابلاغ پر قیام پاکستان کے جواز و عدم جواز پر کھلم کھلا بحثیں ہو رہی ہیں۔ حکمران پھر بھی کہہ رہے ہیں ملک ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔

ہیں کواکب کچھ ، نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

# سندھ میں غیر مسلموں کا قبول اسلام

عبداللطیف خالد چیمہ

نائن الیون کے بعد دنیا بھر میں قبول اسلام میں بتدریج اضافہ ہُوا، امریکی استعمار اور عالم کفر اس صورتحال سے خاصا پریشان ہے۔ صرف امریکہ میں مساجد اور دینی مدارس میں اضافہ روکنا خود امریکہ کے بس میں نہیں رہا قادیانیت ترک کرنے والوں کا تناسب بھی دنیا بھر میں آگے بڑھا ہے لیکن تازہ صورت حال یہ ہے کہ گزشتہ ماہ سندھ میں ہندو مذہب ترک کر کے اسلام قبول کرنے والوں میں جو اضافہ ہوا ہے اس سے ہندوستان، ہندومت اور عالم کفر کا پریشان ہونا تو فطری بات ہے لیکن کلمۂ اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والی مملکت خداداد پاکستان میں رولنگ کلاس کا ردِّعمل اِرتداد پروری کی حد تک سامنے آیا جو اِنتہائی قابل مذمت بلکہ شرمناک ہے اور ملک کی دینی قیادت کے لئے لمحۂ فکریہ بھی......میر پور متھیلو میں ہندو لڑکی رینکل کماری کے اپنی مرضی سے قبول اسلام اور اس کی شادی کو جو رنگ دیا گیا، عالمی و ملکی میڈیا اور این جی اوز کے علاوہ حکمرانوں اور سیکولر سیاستدانوں نے جس تسلسل کے ساتھ یک طرفہ مؤقف کو اچھالا وہ مُسلّمہ بین الاقوامی اصولوں کی نفی ہے۔ گزشتہ ہفتوں میں ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ جیسے وطن عزیز میں اسلام ترک کرنے کی تو اجازت ہے لیکن اسلام قبول کرنے پر پابندی ہے۔ ایسی خبریں بھی آئیں کہ اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سخت قانون سازی کے لئے لابنگ شروع کر دی گئی ہے تاہم پیپلز پارٹی کے ہی ایک معزز رکن قومی اسمبلی میاں عبدالحق (درگاہ بھر چونڈی شریف) جن کے ہاتھ پر رینکل کماری نے 24؍فروری کو اسلام قبول کیا تھا، نے ایوان کے اندر اور باہر اس حوالے سے اِنتہائی جاندار مؤقف اپنایا اور پوری جرأت واستقامت سے اب تک ڈٹے ہوئے ہیں۔ ان کا مؤقف قرآن وسنت اور اجماع امت کا عکاس بھی ہے اور قیام ملک کے مقصد سے ہم آہنگ بھی......راقم الحروف نے اس پر مبارک باد کے لئے فون کیا تو فرمانے لگے کہ: مجھے کہا جارہا ہے کہ ”اوپر سے دباؤ ہے“ کہنے لگے کہ ایسا کہنے والوں سے میں نے کہہ دیا ہے کہ ”اوپر والوں سے اوپر بھی ایک سب سے بڑی طاقت ہے اور وہ ”اللہ“ ہے۔ انہوں نے کہا کہ بے شک میں پیپلز پارٹی کا ایم این اے ہوں لیکن پہلے مسلمان پھر پاکستانی اور بعد میں کسی جماعت کا ایم این اے......انہوں نے کہا کہ قومی اسمبلی کی رُکنیت آنے جانے والی چیز ہے اس کے لئے میں اپنے ایمان وعقیدے اور دین پر کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتا۔ میاں عبدالحق نے کہا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کے قوانین اِلہامی ہیں اور کسی کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ الہامی قوانین کو تختۂ مشق بنائے۔ انہوں نے کہا کہ فریال بی بی (سابق نام رینکل کماری) پر کسی قسم کے دباؤ یا جبر کی خبریں من گھڑت کہانیاں ہیں“۔ ڈاکٹر حفصہ اور فریال بی بی کے قبول اسلام پر شور جاری تھا کہ سندھ سے مزید ایسی خبریں آنے لگیں جو بہاولپور تک آن پہنچیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ سرکاری وسیاسی دباؤ اور وڈیرہ شاہی کے جبر کو مسترد کرنے کے لئے دینی جماعتوں اور مذہبی حلقوں کو مل بیٹھ کر لائحہ عمل مرتب کرنا چاہیے، نیز ایک ایسے بڑے ادارے کی ضرورت ہے جو اسلام قبول کرنے والوں کی مناسب نگہداشت بھی کر سکے تا کہ حلقہ بگوشِ اسلام ہونے والوں کو مُرتد بنانے کے راستے بند ہو سکیں۔ اِن سب امور کے لئے میڈیا اور لابنگ کی ہر سطح پر تیزی سے بڑھتی

ہوئی اہمیت کا ہمیں احساس وادراک کرہی لینا چاہیے کہ یہ بہت مؤثر ہتھیار اور مورچہ بن گیا ہے جو ناگزیر بھی ہے۔

## چھوٹے میاں معاذ اللہ:

ایم کیو ایم اور اُس کے قائد الطاف حسین قادیانیوں کے بارے جو نرم گوشہ رکھتے ہیں اور وہ اس حد تک ہے کہ (معاذ اللہ) ان کو مسلمان کہنے لگتے ہیں۔ گزشتہ دنوں انہوں نے فرمایا کہ ’’ہم اقتدار میں آکر اقلیت کا لفظ ختم کردیں گے۔‘‘ بڑے میاں (الطاف حسین) کے اس جملے کا ہم ’’لطف‘‘ اٹھا ہی رہے تھے کہ ’’بڑے میاں بڑے میاں چھوٹے میاں معاذ اللہ‘‘ کے مصداق ایم کیو ایم کے سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی کا ’’فتویٰ‘‘ صادر ہُوا کہ ’’قادیانی مسلمانوں سے اچھے ہیں‘‘ اُن کے اِس بیان پر مناسب رَدِّعمل روزنامہ ’’اُمت‘‘ اور روزنامہ ’’اسلام‘‘ کے علاوہ بعض دیگر اخبارات میں چھپا، ہم اِن سطور کے ذریعے اس پر صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہیں گے کہ ایم کیو ایم اور جناب سید صاحب (سید طاہر حسین مشہدی) کے ہاں ایسا ہی ہوگا جبکہ قرآن وسنت ، اجماعِ اُمت، عقیدۂ اسلام، نظریہ پاکستان اور دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے ہاں لاہوری وقادیانی مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں، سید صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ’’جب ایک قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے نوبل انعام جیتا تھا تو اس وقت سب نے ان کے پاکستانی ہونے پر فخر کیا تھا اور اب اُنہیں اقلیت قرار دے کر کم تر درجے کا شہری سمجھ رہے ہیں جو سراسر ناانصافی ہے۔‘‘ جناب والا! تاریخ کے ریکارڈ پر موجود ہے کہ سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے پاکستان میں ہونے والی ایک سائنس کانفرنس میں بیرون ملک مقیم ڈاکٹر عبدالسلام کو دعوت دی تو ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا تھا کہ ’’میں اُس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک کہ آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔‘‘ جناب والا! ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام میرٹ پر نہیں بلکہ یہودی وصہیونی دباؤ پر دیا گیا تھا جو دراصل پاکستان سے غداری اور نیوکلیئر پروگرام کی مخبری کا حق الخدمت تھا، سابق بیوروکریٹ اور ممتاز صحافی زاہد ملک کی کتاب ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلامی بم میں درج ہے کہ: پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا ماڈل امریکہ کو قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے فراہم کیا تھا۔‘‘ قادیانی گروہ اپنے بانی کے قول کے مطابق، مرزا قادیانی کو نبی اور مسیح موعود نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد سمجھتے ہیں، قادیانی اپنے کفر کو اسلام کا نام دیتے ہیں، دستور پاکستان اور آئین پاکستان کے فیصلوں کو ماننے سے انکاری ہیں، اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں سے انحراف کرتے ہیں، قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے کی بجائے دنیا کے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں، اکھنڈ بھارت قادیانیوں کا مذہبی عقیدہ ہے۔ ایسے ایم کیو ایم جیسے طبقات کی طرف سے قادیانی کفر کی طرف داری دراصل ارتداد پروری کی ذیل میں آتی ہے اور یہ طرزِ عمل ملک کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کو منہدم کرنے کی غمازی کرتا ہے۔ ایم کیو ایم میں صحیح العقیدہ اور محبّ وطن کارکنوں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اپنی قیادت کے عقائد کی اصلاح کریں، اُن کا مکمل محاسبہ کریں اور وطن عزیز کو فتنوں میں ڈالنے کی بجائے اِس کے دفاع کے لئے اپنا مثبت کردار ادا کریں۔ قادیانی فتنے کی حقیقت کو پہچانیں بصورت دیگر الطاف حسین اپنے اتحادی مسٹر زرداری سے معلوم کرلیں کہ مشہور قادیانی منصور اعجاز پر اندھا اعتماد کر کے کیا کھویا کیا پایا؟ سمجھ نہ آئے تو میمو گیٹ اسکینڈل کا ’’بغور‘‘ جائزہ لے لیں۔

## خانقاہ احمدیہ سراجیہ نقشبندیہ کا اجتماع:

برصغیر میں سلوک وتصوف کے ذریعے عامۃ الناس کی باطنی اصلاح کرنے والے مراکز نے مجلس احرارِ اسلام کے کام

کی ہمیشہ سر پرستی اور حوصلہ افزائی فرمائی ہے، خانقاہ سراجیہ مجددیہ (کندیاں شریف) کے بانی حضرت ابوسعد مولانا احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ایک درویش صفت اِنسان نے 1922ء کے لگ بھگ دریائے راوی کے کنارے موضع دادڑاہ بالا (ہڑپہ) ڈیرہ لگایا اور ایسا لگایا کہ تادمِ زیست وہیں رہے اور جنگل میں منگل کا سماں باندھا۔ ہمارے والد صاحب (حافظ عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ) کے استاد اور محسن و مربی تھے، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری سے بے حد محبت فرماتے تھے اور ہم سب چھوٹے بڑے ان کو استاد جی کہہ کر پکارتے تھے، نام ونمود سے مکمل طور پر مُبرا حضرت حافظ احمد دین رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے شیخ حضرت ابوسعد مولانا احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ کے بعد (حضرت ثانی) حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور پھر حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق اُسی طرح تھا۔ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ان کا تعلق، ادب واحترام اور فنافی الشیخ ہونے میں اپنی مثال آپ تھے۔ 1998ء میں حضرت استاد جی احمد دین رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال پُر ملال ہوا تو ان کی جگہ استاد جی کے خادمِ خاص حافظ غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ نے اس خانقاہ کی آبیاری جاری رکھی۔ 2004ء میں حافظ غلام حسین کے انتقال کے بعد حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت وتائید سے صاحبزادہ رشید احمد نے اس جگہ کو آباد کرنا شروع کیا اور متوسلین سلسلہ کو مجتمع کرنے کا فریضہ احسن طور پر سنبھالا، گزشتہ کچھ عرصہ سے وہاں صاحبزادہ رشید احمد سالانہ اجتماع منعقد کرنے لگے ہیں۔ ہمارے لئے بے حد خوشی کا باعث ہے کہ خانقاہ سراجیہ کی شناخت تحفظِ ختمِ نبوت ہے۔ خانقاہ احمدیہ سراجیہ دادڑہ بالا (ہڑپہ) نے بھی اس شناخت کو نہ صرف قائم رکھا ہوا ہے بلکہ اس مبارک کام کو مرکز سراجیہ لاہور کے ذریعے آگے بڑھایا جارہا ہے۔ اِمسال یہ اجتماع 17/مارچ کو دس بجے صبح سے لے کر 18/مارچ کی نمازِ عصر تک جاری رہا جس میں ملک بھر سے مختلف احباب، حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء حضرات علماء کرام اور دینی رہنماؤں نے شرکت وخطاب بھی کیا۔ راقم الحروف نے لاہور میں اپنی جماعت کے ورکرز کنونشن اور سالانہ ختمِ نبوت کانفرنس میں شرکت کی وجہ سے 17/مارچ کو احباب کے ساتھ شرکت کی اور دیکھ کر مسرت میں اضافہ ہوا کہ اجتماع گاہ کو جن بینرز سے سجایا گیا تھا ان کا تعلق جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت وتحفظِ ختمِ نبوت سے تھا اور رَدِ قادیانیت کے حوالے سے مشاہیر اور سرکردہ سیاستدانوں کے ارشادات سے اجتماع گاہ کو مزیّن کیا گیا تھا۔ راقم نے اپنے ذاتی وجماعتی اور خاندانی تعلقات اور خانقاہ سراجیہ کے فیضِ عام کے حوالے سے ضروری گفتگو کی اور حافظ نذیر احمد نقشبندی مجددی کی مرتب کردہ کتاب ’’حضراتِ کرام نقشبندیہ‘‘ کے صفحہ نمبر 288 سے یہ اقتباس بھی پڑھ کر سنایا۔

**فتنۂ مرزائیت کی نشاندہی:**

’’جن ایام میں مسجد شہید گنج لاہور کی تحریک زوروں پر تھی اور اہل اسلام میں ہر فرد ولولہ اور جوش کا مرقع تھا، حضرت اعلیٰ نے مجلس احرارِ اسلام کو ایک گرامی نامہ تحریر فرمایا جس میں لکھا کہ مسجد شہید گنج اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے چلی جارہی ہے تو اس کا غم نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مساجد پھر بھی تعمیر کی جاسکیں گی ان کی حیثیت ہر حال میں ثانوی ہے۔ اسلام کے تحفظ و بقا کو اوّلین اہمیت حاصل ہے اور اصل فتنہ موجودہ دور میں مرزائیت کا ہے جو وجود اسلام کو مٹانا چاہتا ہے اس کے خلاف جہاد جاری رکھنا چاہیے۔ اگر اسلام محفوظ رہا تو مساجد کی کمی نہ رہے گی لہٰذا بقائے اسلام کی خاطر اپنی تمام کوشش وہمت کو مبذول کرنا چاہیے۔ حضرت مولانا حبیب الرحمان لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اور سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری ودیگر اکابر احرار فرمایا کرتے تھے کہ

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری اور حضرت اعلیٰ مولانا احمد خاں صاحب وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ہمیں صحیح مشورے دیئے اور ہمیشہ ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔“

اِس تاریخی اقتباس سے اس بات کی واضح نشاندہی ہوتی ہے کہ حضرات کرام نقشبندیہ مجددیہ ”تحفظ ختمِ نبوت“ کے کام کو کتنی اہمیت دیتے تھے، الحمدللہ مجلس احرارِ اسلام جملہ اکابر اور اہل حق کے مُتعیّن کردہ راستے اور لائحہ عمل کے مطابق تحفظ ختمِ نبوت کے محاذ کی چوکیدار بن کر پہرہ دے رہی ہے۔ ہم نسلِ نو سے بھی امید کرتے ہیں کہ وہ اہلِ حق سے تعلق و جوڑ کو ضروری سمجھتے ہوئے اپنے اکابر کے اسوہ اور طریقے پر قائم رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل جل کر اس مقدس محاذ کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق سے نوازیں، آمین، یارب العالمین

۞۞۞

# نبی آخر الزماں ﷺ کا حلیہ مبارک

مرتب: حافظ محمد زاہد☆

نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اُسوۂ مبارکہ اور سیرتِ طیبہ کے متعدد گوشے ہیں‘ جن میں سے ہمارے نزدیک اہم ترین دین اسلام کی دعوت وتبلیغ اور اس کی سربلندی کے لیے جدوجہد ہے۔ یہ آنحضور ﷺ کی وہ سنت ہے جس سے آپ ؐ کی حیاتِ طیبہ کا ایک لمحہ بھی خالی نہیں رہا۔ تاہم آنحضور ﷺ کے اُسوہ وسیرت کے تمام گوشے ہی انوار وبرکات کے حامل ہیں اور آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کا ذکر کسی پہلو سے بھی کیا جائے‘ موجب خیر وسعادت ہے۔

ربیع الاول اسلامی سال کا تیسرا اور بہت ہی برکتوں‘ سعادتوں اور رحمتوں کے نزول کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی‘ اسی ماہ میں آپ ؐ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی اور پھر اسی ماہ میں ۶۳ سال کی عمر میں آپ ؐ کا وصال ہوا۔ رسول اکرم ﷺ کا ذکر:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (الانشراح) ''اور ہم نے آپ ؐ کا ذکر بلند کر دیا۔''

کے مصداق ویسے تو دنیا کے کونے کونے میں ہر وقت جاری وساری ہے‘ لیکن ماہِ ربیع الاول کے آتے ہی آپ ﷺ کا ذکر پوری دنیا میں اور بالخصوص برصغیر پاک وہند میں اپنے عروج کو پہنچ جاتا ہے۔ ہر طرف درود وسلام کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں اور جابجا آپ ﷺ کی نعت گوئی ہوتی ہے۔

نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے سب سے بڑے نعت گو تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طبقہ ہے جنہوں نے اپنے محبوب ﷺ کے کمالاتِ معنوی کے ساتھ ساتھ آپ ؐ کے کمالاتِ ظاہری‘ آپ ؐ کے حسن وجمال‘ آپ ؐ کی ایک ایک ادا‘ حتیٰ کہ آپ ؐ کے جسم مبارک کو بغور دیکھا‘ یاد رکھا اور پھر اسے آگے بیان کر کے ہم پر احسانِ عظیم کیا کہ آج ہم اُن کی بیان کردہ احادیث کی روشنی میں نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے حلیہ مبارک اور حسن وجمال کا تصور اپنی آنکھوں میں لا سکتے ہیں۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک اور حسن وجمال کی خوب سے خوب تر تصویر کشی کی ہے اور اُمتِ مسلمہ کو یہ بتایا کہ بنی نوعِ انسان کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے جسمانی خدوخال‘ قدوقامت اور اعضاء کی کیفیت کیسی تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد اس حوالے سے سب سے زیادہ خدمات محدثین کرام رحمہم اللہ اور آپ ؐ کے حلیہ مبارک اور طرزِ زندگی کو بیان کرنے کے حوالے سے بالخصوص امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اپنے عشق ومحبت کے اظہار کا ایک نرالا طرز اختیار کیا اور ''شمائل ترمذی'' کے عنوان سے ان تمام احادیث کو یکجا کر دیا جو نبی آخر الزماں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حلیہ مبارک اور طرزِ زندگی سے متعلق تھیں۔

☆ ادارتی معاون‘ شعبہ مطبوعات‘ قرآن اکیڈمی‘ لاہور

## نبی اکرم ﷺ کے حسن و جمال کو مکمل ظاہر نہیں کیا گیا!

نبی آخر الزماں ﷺ کے حسن و جمال کے بارے میں ایک رائے یہ ہے کہ آپؐ کے حسن و جمال کو مکمل طور پر ظاہر نہیں کیا گیا' اس لیے کہ اگر آپؐ کے حسن و جمال کو مکمل طور پر ظاہر کر دیا جاتا تو کوئی آنکھ بھی آپؐ کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتی۔ بقول امام قرطبیؒ:

''رسول اللہ ﷺ کا پورا جمال ظاہر نہیں کیا گیا' اگر آپؐ کا تمام حسن و جمال ظاہر کر دیا جاتا تو ہماری آنکھیں آپؐ کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتیں۔''

باوجود اس کے کہ نبی اکرم ﷺ کا مکمل حسن ظاہر نہیں کیا گیا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کو آنکھ بھر کر دیکھ نہیں سکتے تھے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے جب بھی آپؐ کے انوار کی طرف دیکھا تو اپنی بینائی جانے کے ڈر سے آنکھوں پر اپنی ہتھیلیاں رکھ لیں۔''

دوسری بات اس حوالے سے یہ مستحضر رہنی چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ اور آپؐ کے جمال و کمال کی اصل حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اور جس نے بھی آپؐ کے حسن و جمال کو بیان کیا اس نے تمثیل کا سہارا لے کر آپؐ کے جمال و کمال کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اپنی ہمت و وسعت کے موافق آپ ﷺ کے حلیہ مبارک اور حسن و جمال کو بیان کیا— اس مضمون میں ہم نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے حلیہ مبارک اور حسن و جمال کو احادیث مبارکہ اور صحابہ کرامؓ کے اقوال کی روشنی میں بیان کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ **وما توفیقی الا باللّٰہ!**

## نبی اکرم ﷺ کا قد و قامت

آپ ﷺ کے قد و قامت کے بارے میں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ بہت زیادہ کوتاہ قد' بلکہ آپؐ درمیانے قد کے تھے' جسے انگریزی میں ideal height کہتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے قد و قامت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

**كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَبْعَةً وَلَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ** (شمائل ترمذی' ح ۲)

''رسول اللہ ﷺ درمیانے قد کے تھے بایں معنی کہ نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ بہت زیادہ کوتاہ قد۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے قد مبارک کی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا:

**لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَّغِطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ** (شمائل ترمذی' ح ٦)

''رسول اللہ ﷺ نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ بہت زیادہ پست قد' بلکہ آپؐ درمیانہ قد لوگوں میں سے تھے۔''

امام بیہقیؒ کی بیان کردہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا قد مبارک لمبائی کی طرف مائل تھا۔ اس بات کی تائید ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے جن سے حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے قد مبارک کی کیفیت کو بیان کیا ہے:

كَانَ ......اَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَاَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ (شمائل ترمذی، ح ۷)

”(رسول اللہ ﷺ کا قد) درمیانے قد والے سے لمبا اور بہت زیادہ لمبے سے چھوٹا تھا۔“

روایات میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرام j کے ساتھ چلتے تھے تو سب سے دراز قد نظر آتے تھے — محدثین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کا صحابہ میں لمبا نظر آنا، آپؐ کے درازیٔ قد کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ یہ آپؐ کا معجزہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کمالاتِ معنوی کی طرح کوئی آپؐ سے صورتِ ظاہری میں بھی غالب محسوس نہ ہو۔

## نبی اکرم ﷺ کی چال مبارک

نبی اکرم ﷺ باوقار اور عزت مندانہ انداز میں چلتے تھے۔ حدیث کے الفاظ ہیں: اِذَا مَشٰى يَتَكَفَّأُ ”(نبی اکرم ﷺ) جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسا ڈھلوان کی طرف اتر رہے ہیں۔“

مولانا عبدالقیوم حقانی حدیث مبارکہ کے اس جملہ کی تشریح میں رقم طراز ہیں:

”یتکفأ کے تین معانی نقل ہوئے ہیں: (۱) تیزی سے چلنا (۲) آگے کی طرف جھک کر چلنا (۳) قدم اٹھا کر چلنا۔ حضور اقدس ﷺ کی رفتار مبارک میں یہ تینوں اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ یہ تینوں صفات عجز و انکسار اور تواضع وعبدیت پر دلالت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی رفتار میں غرور یا تکبر کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا۔ کشادہ کشادہ قدم اُٹھاتے، سینہ تان کر اکڑ کر نہ چلتے، نہایت ہی باوقار، عزت مندانہ اور پسندیدہ چال چلتے تھے۔“ (شرح شمائل ترمذی، ج ۱، ص ۴۹)

## نبی اکرم ﷺ کی جسمانی ساخت

اس عنوان کے تحت نبی اکرم ﷺ کی جسمانی ساخت کو بیان کیا جائے گا کہ آپ ﷺ کے جسمانی اعضاء کی کیفیت کیا تھی۔

**(۱) کندھوں کے درمیان زیادہ چوڑائی:** نبی اکرم ﷺ کے کندھوں کے درمیان چوڑائی کچھ زیادہ تھی جو مردانگی کی علامت ہے: بَعِيْدَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيْنِ ”(نبی اکرم ﷺ کے) کندھوں کے درمیان کا حصہ ذرا زیادہ چوڑا تھا۔“

**(۲) پُر گوشت ہتھیلیاں اور قدمین:** نبی اکرم ﷺ کی ہتھیلیاں اور قدمین مبارک پر گوشت تھے جو مردوں کے لیے قابل تعریف صفت اور قوت وشجاعت کی علامت ہے: شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ (نبی اکرم ﷺ کی) ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پر گوشت تھے۔“

**(۳) اعضاء کے جوڑ کی ہڈیاں:** نبی اکرم ﷺ کے اعضاء مبارک کے جوڑ کی ہڈیاں ذرا بڑی تھیں۔ یہ بھی شجاعت کی علامت ہے: ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ ”(نبی اکرم ﷺ کے) اعضاء مبارک کے جوڑ کی ہڈیاں بڑی تھیں۔“

**(۴) سر مبارک بھی قدرے بڑا تھا:** نبی اکرم ﷺ کی جسمانی ساخت چوڑائی کی طرف مائل تھی۔ اسی مناسبت سے

آپ ﷺ کا سر مبارک بھی اعتدال کے ساتھ قدرے بڑا تھا جو آپؐ کے جسمانی ساخت کے عین مطابق تھا: ضَخْمُ الرَّأسُ (نبی اکرم ﷺ کا ) سر مبارک بھی اعتدال کے ساتھ بڑا تھا''۔ ملا علی قاری نے اس بارے میں لکھا ہے کہ یہ قوی اور کامل ترین دماغ کی علامت ہے جو آپ ﷺ کو دوسرے انسانوں سے ممتاز کرتی ہے۔

(۵) **نبی اکرم ﷺ موٹے بدن والے نہ تھے:** اگر چہ نبی آخر الزماں ﷺ کا جسم مبارک چوڑا تھا، لیکن آپؐ پر موٹاپا ہر گز نہیں تھا جو سستی کی علامت ہوتا ہے: وَلَمْ یَکُنْ بِالْمُطَهَّمِ ''(نبی اکرم ﷺ) موٹے بدن والے نہ تھے۔''

(٦) **جسم مبارک پر غیر ضروری بال نہیں تھے:** نبی اکرم ﷺ کے جسم پر غیر ضروری بال نہیں تھے۔ یعنی بازو اور پنڈلیوں اور خاص خاص حصوں کے علاوہ غیر ضروری بال نہیں تھے: اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ (نبی اکرم ﷺ کے ) بدن پر (معمولی طور سے زائد ) بال نہیں تھے، بس سینہ مبارک سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی۔''

## نبی اکرم ﷺ کا سینہ مبارک

نبی اکرم ﷺ فراخ، کشادہ اور ہموار سینہ والے تھے۔ سینہ کا کوئی بھی حصہ دوسرے سے بڑھا ہوا نہیں تھا۔ امام بیہقیؒ نے نبی کریم ﷺ کے سینہ مبارک کی بڑی پیاری تعبیر کی ہے:

> ''رسول اللہ ﷺ کا سینہ اقدس فراخ و کشادہ اور آئینہ کی طرح سخت اور ہموار تھا۔ کوئی حصہ دوسرے سے بڑھا ہوا نہیں تھا اور سفیدی میں چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔''

## نبی اکرم ﷺ کی رنگت

روایات کے مطابق نبی اکرم ﷺ کی رنگت چونے کی طرح سفید نہیں تھی اور نہ اتنی گندمی تھی کہ سانولا پن آ جائے، بلکہ آپ ﷺ کی رنگت ہلکی سی گندمی تھی اور آپؐ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن اور پُرنور تھے۔ احادیث کے الفاظ درج ذیل ہیں:

> وَلَا بِالْاَبْیَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْآدَمِ (شمائل ترمذی، ح ۱)
>
> ''اور (آپ ﷺ رنگت کے اعتبار سے) نہ بہت زیادہ سفید تھے اور نہ بہت زیادہ گندم گوں (بلکہ آپؐ ہلکے سے گندمی رنگ کے تھے)۔''

نبی اکرم ﷺ کی رنگت سفیدی اور سرخی کا حسین امتزاج تھی۔ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المؤمنین! ہمیں نبی مکرم ﷺ کا حلیہ بتائیے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا:

> کَانَ اَبْیَضَ مُشْرَبًا حُمْرَةً (رواہ البیهقی فی دلائل النبوة، ج ۱، ص ۲۱۷)
>
> ''آپ ﷺ کی رنگت سفیدی اور سرخی کا حسین امتزاج تھی۔''

نمایاں حسن یوسف میں سفیدی تھی، صباحت تھی
یہاں سرخی تھی، گلگوں رنگ تھا جس میں ملاحت تھی

## نبی اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی مکرم ﷺ کے چہرۂ انور کو قرآن کے اوراق سے تشبیہہ دیا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وفات سے چند دن پہلے ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ادا کررہے تھے کہ آپ ﷺ نے پڑدہ ہٹا کر ہماری طرف دیکھا:

**كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ** (رواہ البخاری و مسلم)

”گویا آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک قرآن کے ورق کی طرح تھا۔“

نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک کی کیفیت یہ تھی کہ نہ تو بہت زیادہ گول تھا اور نہ بہت زیادہ لمبا، بلکہ آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک دونوں کے درمیان تھا، یعنی گولائی اور لمبائی کے اعتبار سے اعتدال پر تھا۔ حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

**وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِيْ وَجْهِهِ تَدْوِيْرٌ** (شمائل ترمذی، ح٦)

”آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک بالکل گول نہ تھا، البتہ آپؐ کے چہرۂ مبارک میں تھوڑی سی گولائی موجود تھی۔“

## چہرۂ مبارک: مثل القمر، بل فوق القمر

نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک کی تعبیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چودھویں رات کے چاند سے دی ہے جو روشنی اور نور میں نہایا ہوتا ہے، لیکن یہ تشبیہات تقریبی اور بطور مثال کے ہیں، ورنہ آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک ایک چاند تو کیا ایسے ہزاروں چاند سے زیادہ منور تھا۔ ابواسحٰق کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

**أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ؟ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ** (صحیح البخاری)

”کیا نبی مکرم ﷺ کا چہرۂ مبارک تلوار کی طرح تھا؟ حضرت براء بن عازبؓ نے جواب دیا: نہیں، بلکہ چاند کی طرح روشن (گولائی لیے ہوا) تھا۔“

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب بھی آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کو دیکھتے تو پکار اُٹھتے:

اَمِيْنٌ مُصْطَفًى لِلْخَيْرِ يَدْعُوْا     كَضَوْءِ الْبَدْرِ زَايَلَهُ الظَّلَامُ

”وہ برگزیدہ امین جو بھلائی کی دعوت دیتا ہے (اس کے چہرۂ مبارک کی تابانی ایسی ہے) جیسے اندھیرے میں بدرِ کامل ضوفشاں ہو۔“

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھتے تو ان کی زبان پر زہیر بن ابی سلمٰی رضی اللہ عنہ کا شعر آجاتا:

لَوْ كُنْتَ مِنْ شَيْءٍ سِوَى بَشَرٍ     كُنْتَ الْمُضِيْءُ لِيْلَةَ الْبَدْرِ

”اگر آپؐ انسان کے سوا کچھ اور ہوتے تو پھر آپؐ چودھویں رات کا چاند ہوتے جو بہت روشن ہوتا ہے۔“

بعض صحابہ نے نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کو چمکتے ہوئے سورج سے تشبیہہ دی ہے، مثلاً حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بنت معوذ k سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بتایئے تو آپؓ نے کہا:

لَوْ رَأَیْتَهٗ لَقُلْتُ : اَلشَّمْسُ طَالِعَةٌ (دلائل النبوۃ، ج ۱، ص ۲۰۰)

”اگر تو آپ ﷺ کو دیکھتا تو پکار اُٹھتا کہ آپؐ چمکتا ہوا سورج ہیں۔“

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ اس بارے میں لکھتے ہیں:

”یہ تشبیہات سب تقریبی ہیں ورنہ ایک چاند کیا ہزار چاند بھی حضور اقدس ﷺ جیسا نور نہیں ہو سکتے۔ ایک عربی شاعر کہتا ہے کہ اگر تجھے ممدوح کو عیب ہی لگانا ہے تو اسے چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دے دے، اس کے عیب لگانے کے لیے یہی کافی ہے۔“ (شرح شمائل ترمذی، ص ۲۵)

دیر و حرم میں روشنی شمس و قمر سے ہو تو کیا
مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں!

## نبی اکرم ﷺ کی کشادہ پیشانی

نبی اکرم ﷺ کی پیشانی کشادہ تھی جو حسنِ خلق پر دلالت کرتی ہے: وَاسِعُ الْجَبِیْنِ (نبی اکرم ﷺ) کشادہ پیشانی والے تھے“۔ امام بیہقی کی نقل کردہ روایت کے الفاظ ہیں: کَانَ مُفَاضَ الْجَبِیْنِ (دلائل النبوۃ، ج ۱، ص ۲۱۴)

”(نبی اکرم ﷺ) کشادہ پیشانی والے تھے۔“

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی پیشانی کی اس کیفیت کو ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے:

مَتٰی یَبْدُ فِی الدَّاجِ الْبَهِیْمِ جَبِیْنُهٗ
یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحُ الدُّجٰی الْمُتَوَقِّدِ

”رات کی تاریکی میں نبی اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک اس طرح چمکتی تھی جیسے اندھیری رات میں چراغ۔“

## نبی اکرم ﷺ کی سیاہ آنکھیں، دراز پلکیں اور باریک سیاہ ابرو

نبی اکرم ﷺ کی آنکھیں سیاہ تھیں جو خوبصورتی کی علامت سمجھی جاتی ہیں: اَدْعَجُ الْعَیْنِ ”(نبی اکرم ﷺ کی) آنکھیں سیاہ مائل تھیں“۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کی آنکھوں کی سفیدی میں سرخ رنگ کے ڈورے پڑے ہوئے تھے جو آنکھوں کی انتہائی خوبصورتی کی علامت ہوتے ہیں: اَشْکَلُ الْعَیْنِ ”(نبی اکرم ﷺ کی) آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے۔“

نبی اکرم ﷺ کی آنکھیں قدرتی طور پر کالی سیاہ تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیکھتے تو اندازہ لگاتے کہ آپؐ نے سرمہ لگایا ہے حالانکہ آپؐ نے اُس وقت سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپؐ کی آنکھوں کی طرف دیکھ کر اندازہ لگاتا:

أَکْحَلَ الْعَیْنَیْنِ وَلَیْسَ بِاَکْحَلٍ (دلائل النبوۃ، ج ۱، ص ۲۴۸)

”آپؐ نے سرمہ لگایا ہے حالانکہ آپؐ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔“

آپ ﷺ کی پلکیں دراز تھیں جو مردوں کے لیے قابلِ تعریف صفت ہے: اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ (نبی اکرم ﷺ کی)

پلکیں دراز تھیں“۔ جبکہ آپ ﷺ کے اَبرو مبارک گہرے سیاہ‘ گنجان اور کمان کی طرح سیدھے اور باریک تھے۔ حضرت ہند ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَيْرِ قَرَنٍ بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ (ایضاً، ح ۷)

”آپؐ کے ابرو مبارک خمدار‘ باریک اور گنجان تھے۔ دونوں ابرو جدا جدا تھے جو آپس میں ملتے نہیں تھے۔ ان کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت اُبھر جاتی تھی۔“

## نبی اکرم ﷺ کی فراخ دہنی

نبی اکرم ﷺ فراخ دہن تھے اور اہل عرب مرد کے لیے فراخ دہنی کو بہت پسندیدہ سمجھتے تھے۔ حدیث کے الفاظ ہیں: **ضَلِيعَ الْفَمِ** ”(نبی اکرم ﷺ) فراخ دہن تھے۔“

مولانا عبدالقیوم حقانی اس بارے میں رقم طراز ہیں:

”یہ وسعتِ فم رجال میں محمود ہے اور خواتین میں مذموم ہے۔ دہن مبارک کشادہ تھا نہ چھوٹا اور تنگ تھا کہ منہ سے نکلی ہوئی بات میں فصاحت نہ رہتی اور نہ اعتدال و موزونیت سے بڑا تھا کہ بھدّا نظر آتا۔ موزوں‘ معتدل اور مناسب کشادہ دہن سے موصوف تھے جو ایک عمدہ اور اچھی صفت ہے۔“ (شرح شمائل ترمذی‘ ج ۱‘ ص ۱۰۴)

## نبی اکرم ﷺ کے دندانِ مبارک

نبی اکرم ﷺ کے دانت مبارک باریک اور چمکدار تھے اور سامنے والوں دانتوں میں ذرا فصل تھا۔ جب بات کرتے تھے تو اس میں سے نور نکلتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کے دانتوں کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُأِىَ كَا لنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ** (رواہ الدارمی والترمذی فی الشمائل‘ ح ۱٤)

”رسول اللہ ﷺ کے اگلے دانت مبارک کچھ کشادہ تھے۔ جب آپؐ بات کرتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا۔“

علماء کرام کے نزدیک مشہور یہی ہے کہ آپ ﷺ کا کلام‘ جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا‘ کو نور سے تشبیہہ دی گئی ہے لیکن علامہ مناویؒ کی رائے یہ ہے کہ یہ کلام سے تشبیہہ نہیں ہے بلکہ یہ نور حسی تھا جو بطور معجزہ نبی آخر الزماں ﷺ کے دانتوں سے نکلتا تھا۔

## نبی اکرم ﷺ کی ناک مبارک

نبی اکرم ﷺ کی ناک مبارک باریک‘ بلندی کی طرف مائل اور نور سے منور تھی۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَقْنَى الْعِرْنَيْنِ لَهُ نُوْرٌ يَّعْلُوْهُ يَحْسِبُهُ مَنْ لَمْ يَتَاَمَّلْهُ اَشَمَّ (شمائل ترمذی‘ ح ۷)
’’آپ ﷺ کی ناک مبارک بلندی مائل تھی اور اس پر ایک نور تھا۔ پہلی دفعہ دیکھنے والا آپؐ کو بہت بلند ناک والا سمجھتا‘ حالانکہ ناک مبارک بہت بلند نہیں تھی (بلکہ حسن و چمک کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی تھی)۔‘‘

## نبی اکرم ﷺ کے رخسار مبارک

نبی اکرم ﷺ کے رخسار مبارک نہ بہت زیادہ اُبھرے ہوئے تھے اور نہ بہت زیادہ دھنسے ہوئے تھے بلکہ اعتدال اور توازن کا دلکش نمونہ تھے۔ ان میں ایسی سرخی مائل سفیدی تھی کہ گلاب کو پسینہ آجائے‘ ایسی چمک تھی کہ چاند بھی شرما جائے‘ ایسی گدازی تھی کہ شبنم بھی پانی بھرتی دکھائی دے اور ایسی نرماہٹ تھی کہ کلیوں کو بھی حجاب آئے۔ حدیث کے الفاظ ہیں: سَهْلَ الْخَدَّيْنِ ’’(نبی اکرم ﷺ) نرم گداز رخسار والے تھے۔‘‘

## نبی اکرم ﷺ کی گردن مبارک

نبی اکرم ﷺ کی گردن مبارک اعتدال کے ساتھ لمبی اور بہت خوبصورت تھی۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے آپؐ کی گردن مبارک کو حسین وجمیل مورتی کی گردن سے تشبیہ دی ہے۔ یہ تشبیہ بھی صرف فرضی ہے‘ ورنہ آپ ﷺ کے اعضاء کو کسی بھی چیز کے ساتھ تشبیہ دینا آپؐ پر عیب لگانے کے مترادف ہے۔ حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

كَاَنَّ عُنُقَهٗ جِيْدُ دُمْيَةٍ فِيْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ (شمائل ترمذی‘ ح ۸)
’’(نبی اکرم ﷺ کی گردن ایسی خوبصورت اور باریک تھی) جیسا کہ مورتی کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے (اور رنگت میں) چاندی کی طرح پرنور تھی۔‘‘

امام بیہقیؒ نے نبی کریم ﷺ کی گردن مبارک کی بہت پیارے الفاظ میں تشریح کی ہے‘ وہ لکھتے ہیں:
’’آپ ﷺ کی گردن مبارک تمام مخلوقاتِ خدا میں سب سے زیادہ خوبصورت تھی۔ نہ بہت زیادہ لمبی تھی اور نہ بہت زیادہ چھوٹی۔ گردن کی پیٹھ جہاں سورج کی روشنی اور ہوا کا گزر رہتا تھا وہ گویا چاندی کا ٹکڑا تھی۔ آپؐ کی گردن چاندی کی سفیدی اور سونے کی سرخی سے زیادہ روشن اور خوبصورت تھی۔ اور گردن کا وہ حصہ جس پر کپڑا نہیں ہوتا تھا وہ تو گویا چودھویں رات کا چاند تھا۔‘‘

## نبی اکرم ﷺ کے بالوں کی کیفیت

رسول اللہ ﷺ کے مبارک بالوں کی کیفیت کے بارے میں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے بال نہ تو بالکل سیدھے تھے اور نہ اتنے پیچدار کہ جنہیں گھونگریالے کہا جاسکے‘ بلکہ آپؐ کے بال مبارک ہلکے سے گھونگریالے تھے۔ احادیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

وَكَانَ شَعْرُهٗ لَيْسَ بِجَعْدٍ وَلَا سَبْطٍ (شمائل ترمذی‘ ح ۲)
’’آپ ﷺ کے بال نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ بالکل پیچدار۔‘‘

وَلَمْ یَکُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبْطِ، کَانَ جَعْدًا رَجِلًا (ایضاً، ح ٦)

''(رسول اللہ ﷺ کے) بال نہ تو بالکل سیدھے تھے اور نہ بالکل پیچدار، بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لیے ہوئے تھے۔''

## نبی اکرم ﷺ کے بالوں کی مانگ

حضور اکرم ﷺ کے بالوں کی مانگ کے بارے میں روایات دو طرح کی ہیں، ایک میں آپ ﷺ کے قصداً مانگ نکالنے کا تذکرہ ہے جبکہ دوسری روایات میں ہے کہ آپؐ مانگ نکالنے کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ اس کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ دوسری قسم کی روایات ابتدائے زمانہ پر محمول ہیں کہ اولاً نبی اکرم ﷺ مشرکین مکہ کی مخالفت اور اہل کتاب کی موافقت کی وجہ سے مانگ نکالنے کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ بعد میں نبی اکرم ﷺ مانگ نکالنے کا قصداً اہتمام کرتے تھے۔ حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

اِنِ انْفَرَقَتْ عَقِیْقَتُہٗ فَرَقَهَا وَاِلَّا فَلَا (شمائل ترمذی، ح ٧)

''اگر سر کے بالوں میں خود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے ورنہ (آپؐ خود مانگ نکالنے کا اہتمام) نہ کرتے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں نبی اکرم ﷺ کے مانگ نکالنے اور نہ نکالنے کے حوالے سے کافی تفصیل موجود ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ ان کاموں میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی موافقت پسند کرتے تھے جن میں اللہ کی طرف سے کوئی حکم نہ آیا ہو۔ اہل کتاب اپنے بالوں کی مانگ نہیں نکالتے تھے جبکہ مشرکین مانگ نکالتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے بالوں کو پیشانی پر ڈال دیتے یعنی مانگ نہ نکالتے۔ پھر بعد میں مانگ نکالنی شروع کر دی۔''

## نبی اکرم ﷺ کے بالوں کی لمبائی

حضور اکرم ﷺ کے بالوں کی لمبائی کے بارے میں روایات مختلف ہیں، بعض میں بالوں کی لمبائی کندھوں تک (جُمّہ)، بعض میں گردن تک (لِمّہ) اور بعض میں کانوں کی لو تک (وَفْرہ) کا ذکر ہے۔ احادیث کے الفاظ درج ذیل ہیں:

لَهٗ شَعْرٌ یَضْرِبُ مَنْکِبَیْهِ (شمائل ترمذی، ح ٤)

''آپ ﷺ کے بال کندھوں تک آتے تھے۔''

عَظِیْمَ الْجُمَّةِ اِلٰی شَحْمَةِ اُذُنَیْهِ (شمائل ترمذی، ح ٣)

''آپ ﷺ گنجان بالوں والے تھے جو کانوں کی لو تک آتے تھے۔''

یُجَاوِزُ شَعْرُہٗ شَحْمَةَ اُذُنَیْهِ اِذَا هُوَ وَفَّرَہٗ (شمائل ترمذی، ح ٧)

''جب آپؐ کے بال مبارک زیادہ ہوتے تو کان کی لو سے متجاوز ہو جاتے تھے۔''

مولانا محمد زکریاؒ نبی اکرم ﷺ کے بالوں کے حوالے سے اختلاف کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اس لیے کہ بال ایک حالت پر نہیں رہا کرتے، کبھی کم ہوتے ہیں کبھی زائد ہو جاتے ہیں۔ اور قصداً بھی کم کیے جاتے ہیں، کبھی بڑھائے جاتے ہیں۔'' (شرح شمائل ترمذی، ص ١٥)

بعض شارحین نے ان کی تطبیق یہ کی ہے کہ جب آپؐ بال بنواتے تو کانوں کی لو تک ہوتے، کبھی ایک ماہ تک بال نہ

بنواتے تو گردن تک پہنچ جاتے اور کبھی حالات کے مطابق (یعنی جب حالاتِ سفر میں ہوتے تو) کئی کئی ماہ تک بال نہ بنواتے تو کندھوں تک پہنچ جاتے۔

## نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک گھنی اور گنجان تھی اور بالوں کا رنگ سیاہ تھا۔حدیث کے الفاظ ہیں: كَثُّ اللِّحْيَةِ ''(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گھنی داڑی والے تھے''۔ اَسْوَدَ اللِّحْيَةِ (دلائل النبوۃ' ج ۱' ص ۲۱۷) ''(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی داڑی کے بال سیاہ تھے۔''

## نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر نبوت

اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر نبی کو کچھ نہ کچھ امتیازات دیے ہیں جو انہیں عام لوگوں سے ممتاز کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے بڑھ کر امتیاز عطا فرمایا کہ آپؐ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ثبت کر دی جو ختم نبوت کی تصدیق کرتی ہے۔ یہ مہر نبوت رسولی کی طرح تھی جس پر بال تھے۔حضرت سائب بن یزید h اپنے بچپن کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے دم کرانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا' میرے لیے برکت کی دعا کی اور میں نے آپؐ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا:

**ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ** (رواہ البخاری و مسلم)

''پھر میں آپؐ کے پیچھے کھڑا ہوا' پس میں نے کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا جو مسہری کی گھنڈیوں کی طرح تھی۔''

## نہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سا ہوگا' نہ کوئی آپؐ جیسا تھا!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک اور حسن و جمال ایسا کامل تھا کہ آپ اک شاہکار نظر آتے تھے جسے اس کے خالق نے بڑی محبت اور چاہت سے تخلیق کے سانچے میں ڈھالا تھا ع ''وہؐ اک شہکارِ فطرت جس پہ خود خالق کو پیار آئے''۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کا ہر عضو اور حصہ کمالِ حسن کو پہنچا ہوا تھا۔کسی ذی روح نے آپؐ جیسا نہ آپؐ سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ قیامت تک دیکھ سکے گا' اس لیے کہ آپؐ ہر اعتبار سے حسن کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔جس نے بھی آپؐ کو دیکھا وہ بلا اختیار پکار اٹھا کہ ہم نے اس سے پہلے حسن و جمال کا ایسا پیکر کبھی نہیں دیکھا۔

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

**مَارَاَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ** (شمائل ترمذی' ح ۳)

''میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی چیز (چاہے انسان ہو یا غیر انسان) نہیں دیکھی۔''

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنہوں نے بچپن بھی آپؐ کے ساتھ گزارا' فرماتے ہیں:

**لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ** (شمائل ترمذی' ح ۵)

''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔''

☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَاَیتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِیْ لَیْلَۃِ اَضْحِیَانٍ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَاءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَیْہِ وَاِلَی الْقَمَرِ فَلَھُوَ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ (شمائل ترمذی، ح۹)

''میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا تھا اور آپؐ سرخ جوڑا زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ میں کبھی آپؐ کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف (یعنی میں فیصلہ کرنا چاہتا تھا کہ ان دونوں میں سے کون زیادہ خوبصورت ہے؟ بالآخر میں نے یہ فیصلہ کیا کہ) آپؐ چاند سے بھی کہیں زیادہ جمیل وحسین اور منور ہیں۔''

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَیْتُ شَیْئًا أَحْسَنَ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ

''میں نے نبی مکرم ﷺ سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا گویا ان کے چہرہ میں چمکتا سورج چلتا ہے۔''

☆ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

لَـــرَای زَلِیْـــخَـــا لَـــوْ رَاَیْـــنَ جَبِیْـــنَـــہٗ
لَاٰثَـــرْنَ بِـــقَـــطْـــعِ الْـــقُـــلُـــوْبِ عَـــلَـــی الْیَـــدِ

''زلیخا کی سہیلیاں (جنھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا تھا) اگر نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھ لیتیں تو ہاتھوں کے بجائے دلوں کو کاٹ لیتیں۔''

نہ کوئی آپؐ سا ہوگا نہ کوئی آپؐ جیسا تھا
کوئی یوسفؑ سے پوچھے مصطفیؐ کا حسن کیسا تھا

☆ نبی اکرم ﷺ کے حسن کی جو تعبیر شاعرِ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کی ہے وہ کسی شاہکار سے کم نہیں ہے:

وَاَحْسَـــنَ مِـــنْکَ لَـــمْ تَـــرَ قَـــطُّ عَیْـــنِـــیْ
وَاَجْـــمَـــلَ مِـــنْکَ لَـــمْ تَـــلِـــدِ الـــنِّسَـــاءُ
خُـــلِـــقْـــتَ مُبَـــرَّاً مِـــنْ کُـــلِّ عَیْـــبٍ
کَـــاَنَّکَ قَـــدْ خُـــلِـــقْـــتَ کَـــمَـــا تَشَـــاءُ

''آپؐ سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ کسی ماں نے آپؐ سے زیادہ خوبصورت جنا ہے۔ آپؐ تو ہر عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا آپؐ نے جیسا چاہا ویسے ہی آپؐ کی تخلیق کر دی گئی۔'' (سبحان اللہ!)

## اختتامی کلمات

کچھ عنوانات ایسے ہوتے ہیں جن پر جتنا بھی لکھا جائے وہ کم بلکہ نہ ہونے کے برابر معلوم ہوتا ہے، مثلاً سوۃ الکھف، آیت ۱۰۹ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کے حوالے سے فرمایا:

''(اے نبی ﷺ!) کہہ دیجیے کہ اگر ہو جائے سمندر روشنائی میرے ربّ کے کلمات (لکھنے) کے لیے تو ختم ہو جائے

گا سمندر پیشتر اس کے کہ ختم ہوں میرے ربّ کے کلمات۔ اور اگر ہم لے آئیں اس کے مثل اور روشنائی (تب بھی کلماتِ رب ختم نہ ہوں گے)۔“

اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے اوصاف، مدح اور حسن و جمال بھی ایک ایسا ہی عنوان ہے جس کو بیان کرنا شروع کریں تو اوراق کم اور سیاہیاں ماند پڑ جائیں۔ بقول شاعر

تھکی ہے فکر رسا اور مدح باقی ہے
قلم ہے آبلہ پا اور مدح باقی ہے
تمام عمر لکھا اور مدح باقی ہے
ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَ جَمَالِہٖ

## اَخذ واستفادہ

☆ شمائل ترمذی، امام ترمذیؒ (جن احادیث مبارکہ کے ساتھ حوالہ درج نہیں ہے وہ شمائل ترمذی کے باب اول سے لی گئی ہیں۔)
☆ دلائل النبوۃ، امام بیہقیؒ
☆ وسائل الوصول الی شمائل الرسول، یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ، مترجم: محمد میاں صدیقی
☆ شرح شمائل ترمذی، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ
☆ شرح شمائل ترمذی، مولانا عبدالقیوم حقانی

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

قسط: ۴

# حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ اور خلافتِ حسن رضی اللہ عنہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

تصحیح: نقیب ختم نبوت جنوری ۲۰۱۲ء میں محترم قاضی محمد طاہر علی الہاشمی مدظلہٗ کے مضمون ''حدیث سفینہ اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ'' کی پہلی قسط شائع ہوئی۔ صفحہ ۲۳ سطر نمبر ۲۰ پر ایک حوالہ میں قاضی ابوبکر کا نام غلط درج ہوگیا ہے۔ صحیح حوالہ اس طرح ہے۔ ''الصواعق المحرقہ، حافظ ابن حجر ھیتمی'' قارئین تصحیح فرمالیں۔ شکریہ (ادارہ)

گزشتہ اقساط میں حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ کی تشریح میں جمہور علماء کرام کا قول گزر چکا ہے کہ اس کی رو سے خلافتِ راشدہ کی مدت تیس سال ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر مکمل ہوگئی ہے۔ اس کے بعد نبوّت کی طرح خلافتِ راشدہ کا ''باب'' بھی قیامت تک بند ہوگیا ہے۔

اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ جام شہادت نوش نہ فرماتے تو وہ خلیفہ راشد کی بجائے ''مَلِکْ'' کہلاتے یا ان کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (یکے از عشرہ مبشرہ جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی چھ رکنی خلافت کمیٹی میں شامل کر چکے تھے) اس منصب کے لیے منتخب ہو جاتے تو وہ بھی بادشاہ ہی کہلاتے (یہاں پر زیرِ بحث حدیث کے الفاظ ''ملوک من شرّ الملوک'' استعمال کرنے سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے) جمہور علماء کرام کا یہی نکتہ نظر ہے۔ لیکن اس اعتقاد کے باوجود جمہور علماء کرام نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز اور امام مہدی کو بھی خلیفہ راشد قرار دیا ہے۔ اس پر مفصّل بحث اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

زیرِ بحث حدیث کی روایتی ودرایتی حیثیت پیچھے گزر چکی ہے لیکن بشرط صحت روایت اس میں ایک اشکال تو یہ ہے کہ اوّل تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت کسی اعتبار سے بھی چھے سال ہرگز ثابت نہیں کی جاسکتی اور اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھے ماہ بھی اس میں شامل کر لیے جائیں تو پھر بھی یہ مدت پانچ سال اور تین ماہ سے زائد نہیں بنتی۔ دوسرا اشکال یہ ہے کہ اگر بالفرض حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت اس میں شامل کر کے اس چھے سال ہی تصور کرلیا جائے تو پھر ''حق چار یارؓ'' کے بجائے ''حق پانچ یار'' کا نعرہ وضع کرنا پڑے گا کیونکہ خلافت راشدہ کی تیس سالہ مدت پانچ خلفاء کی مدت خلافت شامل کیے بغیر ہرگز پوری نہیں ہوسکتی۔ یہ بات کیوں کر ممکن ہے کہ مدت تو پانچ خلفاء کی بتائی جائے اور انہیں شمار ''چار'' کیا جائے؟ اور اگر پانچویں خلیفہ کی مدت شامل نہ کی جائے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت (چھے سال) کے ساتھ ساتھ خلافت راشدہ کی کل مدت تیس سال پر بھی سوالیہ نشان پڑ جائے گا۔

ڈاکٹر علاّمہ خالد محمود نے اپنی مایہ ناز کتاب کے مقدمہ (۵۰ تا ۶۶) میں زیرِ عنوان ''خلفائے راشدین چار ہیں پانچ نہیں'' جہاں اپنے مؤقف کے حق میں ''اسلام کی چودہ صدیوں'' کی شہادت پیش کی ہے وہاں خود بھی چند دلائل دیے

ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ:

''یہ راشدین ومہدیین کون ہیں؟ سلف کی اصطلاح میں حضرات شیخین (حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) اور حضرات ختنین (حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما) ہیں۔ ان سب کی خلافت ایک دوسرے سے بلا فصل مسلسل تھی...... بعض دوستوں نے تقاضا کیا تھا کہ اس کتاب میں سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی بطور پانچویں خلیفہ راشد کے ہونا چاہیے وہ بھی خلفائے راشدین میں سے تھے۔ اس میں شبہ نہیں کہ سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا چھے ماہ کا دورِ خلافت ان تیس سالوں میں داخل ہے جسے خلافت نبوت کہا جاتا ہے۔ یہ تیس سال خلافت علیٰ منہاج النبوّت میں داخل ہیں اور ہم بجا طور پر انہیں خلافت راشدہ میں تسلیم کرتے ہیں لیکن حضرت حسن رضی اللہ عنہ چونکہ خلافت سے دست بردار ہو گئے تھے اور خلیفہ نہ رہے تھے اس لیے خلفائے راشدین صرف چار ہی رہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''العبرۃ بالخواتیم'' دین میں آخر کے حالات کا اعتبار ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اگر قمیصِ خلافت اتار دیتے تو خلافتِ راشدہ کی اصطلاح حضرات شیخین تک محدود رہتی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دست برداری ایک تاریخی سنگِ میل ہے جس نے خلفائے راشدین کے لیے ایک حد فاصل قائم کر دی ہے۔ خلیفہ راشد وہ ہے جس کی وفات خلافت پر ہوئی ہو، یہ خلافت تامّہ ہے۔ خلافت راشدہ، خلافت کاملہ کی ایک صفت ہے۔ جن علماء نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ان خلفاء میں شمار کیا ہے سو وہ صرف اس لیے کہ ان کا دور خلافت راشدہ کے تیس سالوں میں داخل ہے ورنہ انہیں اس سے انکار نہیں کہ اصطلاحاً خلفائے راشدین یہ پہلے چار بزرگ ہی ہیں...... یہ صحیح بخاری کتاب المناقب سامنے ہے حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے مناقب کے ابواب مسلسل ہیں اور اسی ترتیب سے ہیں ان کے بعد مناقب جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کا بیان ہے اس کے بعد پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مناقب ہیں۔ سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ پانچویں خلیفہ راشد ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے مناقب کا باب ہوتا۔

صحیح مسلم کو لیجیے۔ اس کی کتاب الفضائل میں چاروں خلفائے راشدین کے ابواب فضائل مسلسل ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد پھر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ کے فضائل کا باب ہے۔ پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ کے فضائل ہیں پھر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے فضائل ہیں اور ان کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل کا ذکر ہے۔ جامع ترمذی کے ابواب المناقب میں خلفائے اربعہ کے مناقب اسی ترتیب سے ہیں۔ پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان ہے۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے مناقب اور بھی آگے جا کر ہیں۔ یہ تیسری صدی ہجری کے محدّثین کا تذکرہ ہے۔ کوئی محدّث حضرت علی رضی اللہ کے بعد متصلاً سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کرتا اب کیسے باور کیا جائے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ پانچویں خلیفہ راشد ہیں؟

سیدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اگر پانچواں خلیفہ راشد مانا جائے تو ان کی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ،

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر بھی افضلیت ماننا پڑے گی۔'' (خلفائے راشدین، جلد: اوّل، ص: ۵۰، ۵۱، ۵۴، ۵۶۔ مطبوعہ ۱۹۸۸ء دار المعارف لاہور)

حضرت علّامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے جن وجوہات اور دلائل کے پیشِ نظر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زمرۂ خلفائے راشدین سے خارج کیا ہے ان میں سے بعض تو بالکل ہی خلاف واقع اور خلاف حقیقت ہیں جب کہ بعض انتہائی کمزور ہیں۔

۱۔ خلافت سے ''عزل'' اور کسی بیماری و معذوری یا مصلحتِ اُمّت کی رعایت سے از خود ایثار کا مظاہر کرتے ہوئے خلافت سے دست بردار ہو جانے میں واضح فرق ہے۔

یہ ایک الگ بحث ہے کہ کیا خلافت سے عزل ہوسکتا ہے یا نہیں؟

اس بارے میں شیعی و قادیانی تصورِ امامت و خلافت یہ ہے کہ خلیفہ و امام کا تقرر خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس لیے اسے معزول کرنے کا اختیار بھی کسی کے پاس نہیں۔ جس طرح انبیاء معزول نہیں ہوتے اسی طرح امام و خلیفہ بھی معزول نہیں ہوتے۔

لیکن اہلِ سنّت کے نزدیک خلیفہ کا تقرر اہل حلّ وعقد کرتے ہیں۔ کیا وہ کسی خلیفہ کو معزول بھی کرسکتے ہیں؟ اس سوال کا زیرِ بحث موضوع سے تعلق نہیں ہے کیونکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ از خود رضا کارانہ طور پر خلافت سے دست بردار ہوئے تھے انہیں معزول نہیں کیا گیا تھا۔

۲۔ جہاں تک علّامہ صاحب کی اس بات کا تعلق ہے کہ ''اصطلاحاً خلفائے راشدین پہلے چار بزرگ ہی ہیں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شمولیت سے یہ اصطلاح غلط ہو جائے گی۔

تو اس سلسلے میں پہلی بات یہ ہے کہ آج جن آیات سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ پر استدلال کیا جاتا ہے، عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ تو ان کے مصادیق متعین ہوئے تھے اور نہ ہی ''خلافت راشدہ'' کی اصطلاح رائج ہوئی تھی۔ یہ سب سے پہلے دور بنی عباس میں متعارف ہوئی۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کو خلافت راشدہ کی تیس سالہ مدت میں شامل کر کے موصوف خود ہی اس اصطلاح کو غلط قرار دے چکے ہیں کیونکہ اگر ان کا عہد شامل نہ کیا جائے تو تیس سال پورے نہیں ہو سکتے اور اگر ان کا عہد شامل کیا جائے تو خلفاء کی تعداد چار نہیں بلکہ پانچ ہو جاتی ہے۔

۳۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خلیفہ راشد نہ ہونے کی یہ ''عجیب وغریب'' دلیل دی ہے کہ ''پھر اس طرح تو ان کا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ وحضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی افضل ہونا ماننا پڑے گا۔ یہ دلیل یقیناً ''عجوبۂ روزگار'' ہے۔ اگر موصوف یہ دلیل دینے سے پہلے ''الاستیعاب، اسد الغابہ، الاصابہ'' یا تاریخ اسلام کی کسی عام کتاب ہی کی طرف مراجعت فرما لیتے تو اس طرح بالکل ہی غلط اور خلاف حقیقت دلیل ہرگز نہ دیتے۔ موصوف قبل ازیں واقعہ ''قرطاس'' کے حوالے سے بھی اسی نوعیت کی ایک ''تحقیق'' پیش کر چکے ہیں جس کا ذکر آگے اپنے مقام پر آئے گا۔

موصوف نے جن صحابہ رضی اللہ عنہم پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا افضل ہونا بتایا ہے وہ تینوں حضرات ان کے

خلیفہ بننے سے پہلے ہی اس دنیا سے رحلت فرما چکے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۳۲ھ میں اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دونوں جنگ جمل کے موقع پر ۳۶ھ میں دنیا سے رخصت ہوگئے تھے۔ جب کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ۴۰ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سریر آرائے خلافت ہوئے تھے۔ معلوم نہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پانچواں خلیفہ راشد ماننے سے ان کا ان فوت شدہ حضرات سے افضل ہونا کس طرح ثابت ہوسکتا ہے؟

۴۔　ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خلیفۂ راشد نہ ہونے پر چوتھی یہ دلیل دی ہے کہ امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی نے کتاب المناقب اور کتاب الفضائل میں خلفائے اربعہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا اگر وہ پانچویں خلیفہ راشد ہوتے تو ان کا پانچویں نمبر پر ذکر کیا جاتا۔

یہ دلیل علّامہ صاحب کا ''تفرد'' ہے کہ کتاب المناقب کی ترتیب کو انھوں نے کلّی طور پر ''افضلیت'' پر قیاس کر لیا جب کہ اسی ترتیب میں اس بات کی نفی بھی پائی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں فضائل ومناقب کے ابواب قائم کرنے والے محدّثین کے حاشیۂ ذہن میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ کسی دور میں کوئی ''محقق'' اس ترتیب سے منقبت وفضیلت کی بجائے خلافت راشدہ مراد لیں گے۔

۵۔　علّامہ صاحب نے پانچویں دلیل یہ دی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہوگئے تھے اور ان کی وفات بھی بحیثیت خلیفہ نہیں ہوئی تھی لہٰذا خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہ کی طرح ان کی خلافت ''تامّہ'' نہیں تھی۔

کسی کو خلیفہ راشد قرار دینے کے لیے یہ معیار شرعاً وعقلاً ہرگز صحیح نہیں ہے کہ اس کی وفات بھی بحیثیت خلیفہ ہوئی ہو۔ موصوف یہ تسلیم کرچکے ہیں کہ ''حضرت حسن رضی اللہ عنہ اہل عراق کے منتخب خلیفہ تھے، چھ ماہ تک آپ برسرِ خلافت رہے، آپ کے عہد میں اسلامی قوانین ہی نافذ تھے اور آپ کی مدت خلافت بھی خلافت راشدہ کے تیس سالوں میں داخل ہے۔ لیکن اس کے باوجود سخت حیرت ہے کہ انھیں محض اس وجہ سے خلیفۂ راشد قرار نہیں دیا گیا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار ہوگئے تھے اور ان کی وفات بھی خلافت کے دوران نہیں ہوئی تھی۔ معلوم نہیں کہ خلافت سے دست برداری کا خلافت راشدہ پر کیا اثر پڑتا ہے۔ حالانکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی کے نزدیک جس شخص میں شرائط خلافت پائی جائیں اور ارباب حل و عقد اسے منتخب کرکے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں تو وہ خلیفہ راشد ہوگیا۔ ملاحظہ ہو: ازالۃ الخفاء مترجم، جلد: اوّل، ص: ۲۳۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ میں یقیناً شرائط خلافت پائی جاتی تھیں، ارباب حل وعقد کے انتخاب سے وہ سریر آرائے خلافت ہوئے تھے، ان کے دور میں اسلامی قوانین ہی نافذ تھے اور جمہور علماء کرام کے متفقہ قول کے مطابق ان کی مدت خلافت بھی تیس سالہ عہد خلافت راشدہ ہی میں شامل تھی لہٰذا وہ یقینی طور پر پانچویں ''خلیفہ راشد'' تھے۔

۶۔　علّامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خلیفہ راشد نہ ہونے کی (بحوالہ تحفہ اثنا عشریہ) چھٹی دلیل یہ دی ہے کہ وہ جانتے تھے کہ خلافت نبوت تیس سال تک رہے گی اس لیے وہ خلافت سے دست بردار ہوگئے۔ امت نے ان چار یار کو ہی خلفائے راشدین کہا اور کسی نے نہ کہ پانچویں درجے کی فضیلت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ہے

اور یہ کہ خلفائے راشدین پنج تن ہیں۔ (خلفائے راشدین، جلد: اوّل، ص:۶۴)

اگر بالفرض حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلافت نبوت کی مدت ختم ہو جانے کی بناء پر خلافت سے دست بردار ہوئے تھے تو کیا اس بات سے انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی آگاہ کیا تھا؟ حالانکہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح و بیعت کے عمل بھی شریک تھے۔ اگر تیس سال کے بعد ''خلافت نبوت'' کی مدت ختم ہوگئی تھی تو پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کس قسم کی خلافت کی بحالی کے لیے اس قدر عظیم قربانی پیش کی تھی؟

تیس سالہ ''خلافت نبوت'' کے واحد راوی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ (م ۷۴ھ) ہیں۔ ان کے علاوہ اس ''راز'' سے کوئی صحابی بھی آگاہ نہیں تھے۔ پھر تابعین میں سے صرف سعید بن جمہان (م ۱۳۶ھ) کو آگاہی کی سعادت حاصل ہوئی۔ (تفصیل گزشتہ اقساط میں گزر چکی ہے) لہٰذا یہ دعویٰ کرنا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس حدیث کی وجہ سے خلافت سے دست بردار ہوئے تھے غلط اور خلاف حقیقت ہے۔ یہ صلح و دست برداری حدیث سفینہ رضی اللہ عنہ کی بناء پر نہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشن گوئی کی بناء پر عمل میں آئی جسے سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد نبوی کے منبر پر اس حال میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف۔ پھر فرمایا:

> ''انّ ابنی ھٰذا سیّد لعلّ اللّٰہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین'' یقیناً میرا یہ بیٹا (نواسہ) سید ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ (صحیح بخاری کتاب الصلح، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی ابنی ہٰذا سید...... جلد: اوّل، ص: ۳۷۲)

علّامہ صاحب کا یہ فرمانا کہ:

''امت نے ان چار یار کو ہی خلفائے راشدین کہا اور کسی نے نہ کہا کہ پانچویں درجے کی فضیلت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ہے اور یہ کہ خلفائے راشدین پنج تن ہیں'' بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اُمّت نے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ بھی بعض حضرات کو خلفائے راشدین قرار دیا ہے لیکن موصوف حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پانچواں خلیفہ راشد اس لیے تسلیم نہیں کر رہے کہ انہیں خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے بعد پانچویں درجے کی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اگرچہ بعض حضرات نے خلیفہ کے لیے اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہونے کی شرط بھی عائد کی ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ کے لیے اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہونا شرعاً وعقلاً کسی حیثیت سے بھی ضروری نہیں۔ بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ کسی ''مفضول'' کو اس کی صلاحیت واہلیت کی بناء پر خلافت یا کسی سیاسی یا انتظامی منصب کے لیے ''افضل'' شخص پر ترجیح دے دی جاتی ہے۔ ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ'' کلّی فضیلت نام ہے عنداللہ مرتبہ کی بلندی کا۔ عین ممکن ہے کہ افضل عنداللہ ہونے کے باوجود کوئی شخص سیاست یا انتظامِ مملکت کی قابلیت نہ رکھتا ہو۔ لہٰذا کسی کو منصبِ خلافت کے لیے سب سے زیادہ موزوں قرار دینا اسے سب سے افضل تسیم کرنے کے مترادف نہیں ہے۔ خود حضرت عمر فارق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

”اگر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ میری وفات تک زندہ رہے تو اپنے بعد ان ہی کو خلیفہ بناؤں گا“

مسند احمد میں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی منقول ہے کہ:

”اگر سالم رضی اللہ عنہ مولیٰ حذیفہ رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو میں امورِ خلافت ان کے سپرد کر دیتا“

حالانکہ اس وقت ان سے بدرجہا افضل لوگ بقید حیات تھے۔ اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ان سے افضل لوگ موجود تھے۔ امام اہلِ سنّت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ فرماتے ہیں کہ:

”خلیفہ کے لیے اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر دو شخص ہوں، ایک افضل دوسرا مفضول۔ لیکن مفضول میں مقاصد خلافت انجام دینے کی قابلیت افضل سے زیادہ ہو تو ایسی صورت میں مفضول کو خلیفہ بنانا اولیٰ ہوگا۔ حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی افضلیت بوجہ خلافت کے نہیں ہے۔ بالفرض اگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو جاتے یا حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلی خلافت کے لیے منتخب کر لیے جاتے تب بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل اُمّت ہوتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے افضل اُمّت ہونے پر ان کی خلافت سے پہلے زمانۂ رسول اللہ میں قریب قریب اجماع ہو چکا تھا بلکہ ان کی افضلیت ہی کی وجہ سے خلافت ان کو ملی البتہ خلافت ملنے کے بعد چونکہ فرائضِ خلافت کو انہوں نے باحسن وجوہ انجام دیا اور دین کی نہایت بے نظیر خدمات انجام دیں اس سے ان کے فضائل میں اور اضافہ ہو گیا۔ خلاصہ یہ کہ ان کی فضیلت کا سبب خلافت نہیں ہے بلکہ خلافت کا سبب افضلیت ہے۔“

(تحفہ خلافت۔ مجموعہ تفسیر آیات قرآنی، ص:۸۱۔۸۲، مطبوعہ تحریکِ خدّام اہل سنّت پاکستان)

خود علّامہ خالد محمود صاحب نے بھی خلفائے راشدین سے متعلق امام اہلِ سنّت کے حوالے سے یہ عقیدہ نقل کیا ہے:

عقیدہ نمبر۳: چاروں خلفاء کا افضل اُمّت ہونا خلافت کی وجہ سے نہیں ہے اگر بالفرض بجائے ان کے دوسرے حضرات خلافت کے لیے منتخب ہو جاتے تو بھی یہ حضرات افضل اُمّت مانے جاتے۔ (خلفائے راشدین، جلد: اوّل، ص:۴۷)

علّامہ الماوردی (م ۴۵۰ھ) لکھتے ہیں کہ:

اکثر فقہاء و متکلّمین کا قول ہے کہ مفضول کی امامت افضل کے ہوتے ہوئے جائز ہے اور افضل کا وجود اس بات سے مانع نہیں ہے بشرطیکہ مفضول میں امامت کی شرائط موجود ہوں جیسا کہ قضاء کے معاملہ میں افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو قاضی بنانا جائز ہے۔ (الاحکام السلطانیہ، ص:۸)

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ:

حضرت معاویہ رضی اللہ کی خلافت کے مسئلہ میں یہی رائے تھی کہ افضل کی موجودگی میں مفضول کی امامت درست ہے۔ (فتح الباری، جلد:۷، ص:۳۲۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء کا تقرر تو اہل حل وعقد کی جانب سے عمل میں آتا ہے جس کے لیے افضل ہونا ضروری قرار نہیں دیا گیا بلکہ جن کا تقرر خود اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو تو اس کے لیے بھی افضل زمانہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ طالوت کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہ مقرر کیا تھا۔ ان کے لشکر میں حضرت داؤد علیہ السلام ایک سپاہی کی حیثیت سے شامل تھے تو ایک نبی یہ موجود اور دوسرے نبی وہ جن سے بنی اسرائیل نے بادشاہ مقرر کرنے کی درخواست کی تھی، تو دو افضل نبیوں

کی موجودگی میں ایک غیر نبی اور مفضول ''طالوت'' کو بادشاہ بنادیا گیا۔ ملاحظہ ہو سورۃ البقرہ، آیت: ۲۴۶۔ ۲۴۷

اس سے بھی یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ خلافت افضلیت کو لازم نہیں ہے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مواقع پر مفضول کو امارت کے فرائض سونپے۔ اسی طرح خلفائے راشدین نے بھی افضل پر غیر افضل کو ترجیح دی۔ لہٰذا خلیفہ کے لیے اپنے زمانہ میں سب سے افضل یا اعلم ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ کسی مفضول کو اس کی عصبیت، قوت، طاقت اور صلاحیت و اہلیت کے پیشِ نظر کسی افضل شخص پر ترجیح دی جاسکتی ہے۔ خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے افضل اُمّت ہوتے ہوئے سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا تھا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چھے رکنی کمیٹی مقرر کرکے ان سب کو مساوی حیثیت دی تھی کہ ان میں سے ہر ایک میرے بعد باہمی مشاورت سے خلیفہ متعین ہوسکتا ہے۔

علاّمہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پانچواں خلیفہ راشد اس لیے تسلیم نہیں کرتے کہ پھر ''خلفائے راشدین پنج تن'' کی اصطلاح رائج ہوجائے گی اور ''حق چار یار'' کے بجائے ''حق پنج یار'' کا نعرہ وضع کرنا پڑے گا۔ موصوف کے ''پنج تنی'' خدشے کا ازالہ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چند دیگر حضرات کی شمولیت سے اگلی قسط میں کردیا جائے گا لیکن یہاں قارئین کو یہ بتانا ہے کہ موصوف ''پنج تن'' کے تصور سے نہیں بلکہ ''خلفائے راشدین پنج تن'' کے تصور سے الرجک ہیں کیونکہ وہ خود ایک دور میں اہلِ تشیّع کی اصطلاح ''پنج تن'' کے مقابلے میں ''سنی پنج تن'' کی اصطلاح متعارف کراچکے ہیں۔ تنظیم اہل سنت پاکستان کے ترجمان رسالے ہفت روزہ دعوت لاہور (جو علاّمہ دوست محمد قریشی اور علاّمہ خالد محمود کی زیرِ سرپرستی شائع ہوتا رہا ہے) کے حوالے سے ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

**سوال:** پندرہ روزہ المنتظر لاہور جو غالباً علاّمہ علی الحائری کے سابق مرکز سادات گنج دسن پورہ سے شائع ہوتا ہے اس کی ۵ رفروری ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں ہفت روزہ دعوت پر بہت جرح کی گئی ہے اور دعوت پر الزام عائد کیا گیا ہے کہ اس نے پنج تن کے مفہوم متعارف کو بدل ڈالا ہے یہاں سرگودھا میں اس پر بہت لے دے ہورہی ہے مطلع کریں کہ آپ سے پہلے بھی کسی شخص نے پنج تن کی اصطلاح میں حضرات خلفائے راشدین کو شامل کیا ہے یا یہ صرف مرکز تنظیم کی ہی نئی اختراع ہے؟ اس سوال کا جواب دعوت کے آئندہ شمارے میں ضرور آجانا چاہیے۔ یہاں کے بعض شیعہ بڑے دعوے سے کہہ رہے ہیں کہ علاّمہ خالد محمود صاحب سے پہلے کسی نے پنج تن میں حضرات خلفائے راشدین کو شمار نہیں کیا۔

**الجواب:** یہ بات غلط ہے کہ پنج تن کی یہ اصطلاح صرف مرکز تنظیم کی ایجاد ہے۔ اہلِ سنّت اور شیعہ حضرات میں جہاں اور کئی اصولی اختلافات ہیں وہاں اس اصطلاح کے مفہوم میں بھی یہ تعبیری اختلاف موجود ہے۔

اہلِ سنّت کی اصطلاح میں پنج تن سے مراد آنحضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور جن پانچ بزرگوں کے لیے شیعہ حضرات یہ اصطلاح استعمال کرتے ہیں اہلِ سنّت اس اعتبار سے صرف ان پانچ تن کو ہی بزرگ نہیں مانتے بلکہ ان کے نزدیک بارہ امام ہی پاک اور بزرگ ہیں اور اس وجہ سے وہ ان پانچ حضرات کے لیے پنج تن کی تحدید نہیں کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے لیے پنج تن کی اصطلاح مرکز تنظیم قائم ہونے سے بہت پہلے

کی ہے۔ امرتسر سے ۱۹۱۷ء میں ''خلافت محمدیہ'' نامی ایک کتاب شائع ہوئی تھی اس کے صفحہ ۲۹ پر فاضل مؤلف رقم طراز ہیں: ''شیعہ،سنی میں پنج تن کی اصطلاح ہے ان کے نزدیک پنج تن سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسنین رضی اللہ عنہما ہیں۔ ہمارے نزدیک پنج تن سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم ہیں۔''

علاوہ ازیں ہم ایک غیر جانب دار شہادت بھی اس دعوے کے اثبات میں پیش کرتے ہیں کہ حضرات خلفائے راشدین عرف عام کے مطابق پنج تن میں داخل اور شامل ہیں۔

رائے بہادر کنہیا لال کی مشہور کتاب ''یادگار ہندری'' جو اپنی شہرت اور عظمت میں محتاج تعارف نہیں اس کے صفحہ ۸۱ پر خلفائے راشدین کے تذکرہ کے بعد لکھا ہے:

باین پنج تن شد خلافت تمام کہ از نام شایاں یافت اسلام نام

اس صریح طور پر پنج تن کا لفظ حضرات خلفائے راشدین کے لیے استعمال ہے۔ ناحق بغض وعناد اور شر والحاد کا کوئی علاج نہیں ہفت روزہ دعوت کے ۱۷ مئی ۱۹۶۳ء کے شمارے میں اس مسئلے پر سیر حاصل تبصرہ موجود ہے۔ مزید تفصیل کے لیے اس کی طرف مراجعت کی جائے۔ (ہفت روزہ دعوت، ۱۳ مارچ ۱۹۶۴ء مطابق ۲۸ شوال المکرم ۱۳۸۳ھ تحت باب الاستفسارات)

اس سوال وجواب سے تو الٹا یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ موصوف ''خلفائے راشدین پنج تن'' کی جس اصطلاح سے اب گھبراتے ہیں ایک دور میں تو وہ خود بھی اس کے قائل رہ چکے ہیں بلکہ اب بھی قائل ہیں صرف اس فرق کے ساتھ کہ اس فہرست میں وہ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بجائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کرتے ہیں۔ لیکن وہ جسے بھی شامل کریں تعداد تو چار کی بجائے پانچ ہو جائے گی لہٰذا انہیں اب ''خلفائے راشدین پنج تن'' کی اصطلاح متعارف کرانی چاہیے جس پر اہلِ سنّت کی مرکزی تنظیم بھی مہرِ تصدیق ثبت کر چکی ہے۔

ڈاکٹر صاحب اپنے مضمون ''خلفائے راشدین چار ہیں پانچ نہیں'' کا اختتام ''چاروں حضرات حق کا نشان بنے'' کا ایک ذیلی عنوان قائم کر کے حسبِ ذیل اقتباس سے کرتے ہیں کہ:

''ابھی صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے کہ تشیّع اور خوارج کے فتنے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ یہود نے ابتدا میں تشیّع کو صرف سیاسی جماعت کی شکل دی تھی لیکن خوارج شروع سے ہی ایک مذہبی اختلاف لے کر اٹھے تھے۔ ان دنوں اہلِ حق ان ہی چار حضرات کی عقیدت سے پہچانے جاتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہم (م ۳۷ھ) کو خارجیوں نے گھیر لیا اور پوچھا:

''مَنْ اَنْتَ تو کون ہے؟ انہوں نے کہا میں صحابیِ رسول عبداللہ بن خباب ہوں۔ انہوں نے پھر ان سے چاروں کے بارے میں پوچھا۔ حافظ ابن اثیر لکھتے ہیں ''فسئلوه عن ابی بکر و عمر و عثمان و علی'' (اسد الغابہ، جلد:۳،ص:۱۵۰)

حضرت عبداللہ بن خبابؓ نے چاروں کو خیر ہونے کی شہادت دی۔ انہوں نے اس پر انہیں قتل کر دیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان دنوں اہل حق کا نشان ان چاروں کی عقیدت تھی اسلام کی یہ چودہ صدیوں کی شہادت آپ کے سامنے ہے۔'' (خلفائے راشدین، جلد: اوّل، ص:٦٦)

چاروں خلفاء کے ساتھ عقیدت ومحبت تو آج بھی ہر مومن بالقرآن کا نشان ہے لیکن عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کے جواب سے صرف چار خلفائے راشدین پر دلیل قائم کرنا یقیناً باعثِ حیرت ہے۔

خود علاّمہ صاحب کی تصریح کے مطابق حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ دورِ مرتضوی میں قتل کر دیے گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان کی شہادت تک تو صرف یہ چار حضرات ہی منصب خلافت سے سرفراز ہوئے تھے اس لیے انہوں نے ان چاروں خلفاء کے ساتھ ہی عقیدت ومحبت کا اظہار کرنا تھا۔ کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت وعقیدت کا اظہار نہیں کیا جاتا تھا؟

بہر حال خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت وعقیدت کی بنا پر خلفائے راشدین کو ''چار'' کے عدد میں محدود نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ خود علاّمہ صاحب نے بھی اپنے زیرِ بحث مضمون میں یہ اعتراف فرمایا ہے کہ علماء کرام نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے دور کو خلافتِ راشدہ میں شامل ہونے کی وجہ سے انہیں خلفائے راشدین میں شمار کیا ہے۔

حافظ ابن حجر ہیتمی نے حدیثِ سفینہ کی رو سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ''آخری خلیفہ راشد'' قرار دیا ہے:

''هو آخر الخلفاء الراشدين بنصّ جدّه صلّى اللّٰه عليه وسلم......خليفة حق و امام عدل و صدق تحقيقا لما اخبر به جده الصادق المصدوق صلّى اللّٰه عليه وسلّم بقوله الخلافة بعدى ثلاثون سنة. فان تلك الستة الاشهر هي المكملة لتلك الثلاثين فكانت خلافته منصوصا عليها و قام عليها اجماع من ذكر فلامرية في حقيتها'' (الصواعق المحرقہ، ص: ۱۳۵۔۱۳۶، مطبوعہ: مکتبہ مجیدیہ ملتان)

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ راشد تسلیم کر لیا گیا ہے تو پھر خلفائے راشدین کی تعداد بھی چار کی بجائے پانچ ہوگئی ہے بلکہ عمر بن عبدالعزیز، اورنگ زیب عالم گیر، ملاّ عمر اور امام مہدی کو اس فہرست میں شامل کرنے کے بعد ''پانچ'' سے بھی کچھ بڑھ گئی ہے۔ اس کی تفصیل اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ (جاری ہے)

قسط:۱۱

# ورق ورق زندگی

پروفیسر خالد شبیر احمد

## حکومت کا جشنِ فتح، تاریکی میں ڈوب گیا:

دہلی میں ان دنوں سیاسی فضا میں بلا کی کشیدگی تھی۔ ایک زبردست تحریک تھی، جس نے آئے دن جلسوں اور جلوسوں کی شکل اختیار کر لی تھی۔ مسلم لیگ، کانگریس، مجلس احرار اسلام اور دوسری سیاسی جماعتیں بڑی فعال نظر آتی تھیں۔ برطانوی حکومت کو بھی اس بات کا شدید احساس ہو چکا تھا کہ ہندوستان میں ان کے اقتدار کے دن گنے جا چکے ہیں۔ اگرچہ سیاسی جماعتوں کا مؤقف اور مشن ایک دوسرے سے جُدا اور مختلف تھا۔ تاہم ایک بات سب میں مشترک تھی کہ ہندوستان کو آزادی دی جائے اور انگریز اس سرزمین سے واپس چلے جائیں۔ اختلاف اگر تھا تو اس بات پر کہ اس آزادی کی کیا شکل اور کیا صورت ہو، دوسری جنگ عظیم میں جرمنی نے تو پہلے ہی اپنی شکست کا اعتراف کر لیا تھا۔ لیکن اس کا دوسرا بڑا اتحادی جاپان ابھی تک برطانوی سلطنت کے خلاف جنگ لڑ رہا تھا اور اس جنگ میں بلا کی شدت پیدا ہو چکی تھی۔ پرانی ہار پر جاپانی فضائی طاقت نے امریکی فضائی طاقت کو زمین پر ہی تباہ و برباد کر کے رکھ دیا تھا۔ برطانوی سمندری بیڑہ جاپان سے ملحقہ سمندر میں جاپانی فوج کا شکار ہو کر سمندر کی لہروں کی نذر ہو چکا تھا۔ اِدھر برما کی سرحد پر سبھاس چندر بوس کی کاوشوں سے ہندوستان کے ہندو، مسلم، سکھ فوجی، برطانوی حکومت سے بغاوت کر کے آزاد ہند فوج کے نام سے برطانیہ کے خلاف جاپانی فوج کا ساتھ دے رہے تھے۔ جاپان سے ہی انہیں اسلحہ اور دوسرے جنگی ساز و سامان مہیا ہو رہا تھا۔ اس بغاوت نے بھی برطانوی حوصلوں پر منفی اثر ڈالا۔ ہر طرف سے برطانیہ اور امریکہ دونوں جرمنی کی شکست کے باوجود عجیب و غریب نامساعد حالات میں گھرے ہوئے تھے۔ جاپانی فضائیہ کے جہازوں نے ہندوستانی شہروں پر بھی بمباری شروع کر دی تھی۔ کلکتہ کا شہر کئی بار جاپانی فضائیہ کا نشانہ بنا۔ یہ حالات تھے جن میں امریکی حکومت نے جاپان پر ایٹم بم گرانے کا فیصلہ کیا۔ امریکہ کو اس بات کا شدید احساس ہو چکا تھا کہ جاپانی فوج اس بے جگری کے ساتھ لڑ رہی ہے کہ انہیں ایٹم بم استعمال کیے بغیر قابو نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ ''ہیروشیما اور ناگاساکی'' دو جگہوں پر یہ بم گرائے گئے جس کے نتیجے میں لاکھوں جاپانی لقمۂ اجل بنے اور لاکھوں ہی اپاہج اور مختلف بیماریوں کا شکار ہو گئے۔ اس سانحہ کے بعد جاپان نے بھی اعترافِ شکست کر لیا اور اس طرح برطانیہ اور اس کے اتحادیوں نے سکھ کا سانس لیا۔ دوسری جنگِ عظیم میں اگرچہ برطانیہ نے یہ عظیم فتح حاصل کر لی تھی لیکن تحریکِ آزادیٔ ہند اپنے پورے عروج پر تھی اور اس میدان میں برطانوی حکومت کو اپنی شکست سامنے نظر آ رہی تھی۔ محکمۂ ڈاک کی پورے ہندوستان میں ہڑتال اور نیوی (بحری فوج) کی ہڑتال نے برطانوی حکومت کو یہ یقین دلا دیا کہ ہندوستان پر اُن کی حکومت کے دن تھوڑے ہیں۔ اس کے علاوہ عام ہندوستانیوں میں انگریزوں کے خلاف بڑھتی ہوئی نفرت نے بھی برطانوی حکومت کو بے چین کر کے رکھ دیا تھا۔ انگریزوں کے خلاف ہندوستان کے لوگوں کے تأثرات برطانوی حکومت

پر واضح ہو چکے تھے۔ دہلی کے حالات سے بھی یہ بات واضح ہوتی تھی کہ برطانوی حکومت ٗہندوستان سے اپنا بوریا بستر باندھنے پر مجبور ہو چکی ہے، اِن حالات میں برطانوی حکومت نے جاپان کی شکست پر دہلی میں جشنِ فتح منانے کا اعلان کر دیا۔ جس نے دہلی کے لوگوں میں انگریزی اقتدار کے خلاف نفرت کی آگ پر تیل کا کام کیا۔ اس کے باوجود جشن فتح منانے کی تیاریاں بڑے دھوم دھام سے شروع ہوگئیں ٗلیکن دوسری طرف اس جشن کو ناکام بنانے کے لیے بھی پروگرام وضع کر لیے گئے۔ جس روز جشن منایا جانا تھا اس روز شہر میں مکمل ہڑتال کا اعلان کر دیا گیا۔ یہ اعلان تمام سیاسی جماعتوں کی طرف سے کیا گیا۔ اس روز تمام دکانیں بند ہوگئیں۔ چاندنی چوک اور بلی ماراں کی پوری آبادی جس میں ہندو، مسلمان، سکھ سبھی شامل تھے صبح ہوتے ہی سڑکوں پر نکل آئے۔ لوگوں کی ٹولیاں انگریزی حکومت کے خلاف نعرے لگاتی اِدھر سے اُدھر متحرک نظر آئیں۔ سڑکوں پر رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں ٗ تاکہ پولیس کے تعاقب سے محفوظ رہا جا سکے۔ عوام نعرے لگاتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کر رہے تھے۔ ہر سرکاری عمارت جسے دلہن کی طرح سجایا گیا تھا عوامی توڑ پھوڑ کا شکار ہو رہی تھی ۔ چاندنی چوک کے دونوں طرف کے درختوں پر برقی قمقمے جنہیں رات کو جگمگانا تھا ٗعوام کے ڈنڈوں کی زد پر تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ عوامی جذبات میں شدت پیدا ہو رہی تھی۔ سرکاری عمارتوں پر حملے شروع ہوگئے۔ بجلی گھروں کو جلا دیا گیا۔ پولیس بار بار حملہ آور ہوتی۔ اشک آور گیس کی بارش کر دی گئی لیکن لوگ احتجاج کرنے سے باز نہ آئے۔ کئی جگہوں پر گولی بھی چلائی گئی، کئی افراد ہلاک ہوئے لیکن لوگوں کا جوش وخروش تھمتا نظر نہ آتا تھا۔ سیکڑوں زخمی ہوئے، ٹیلی فون اور بجلی کے تار کاٹ دیئے گئے۔ سڑک کنارے بجلی کے کھمبے ڈھیر کر دیئے گے، غرضیکہ پورا دن پولیس اور عوام کے درمیان ایک مسلسل جنگ کی صورت برقرار رہی اور اسی کشمکش میں شام ہوگئی۔

## ایک تاریخی رات:

شام ہوتے ہی تاریکی نے پورے شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ روشنی کا کہیں نام ونشان تک نہ تھا۔ تاریکی میں ڈوبا ہوا دہلی، انگریزی حکومت کے جشنِ فتح کا منہ چڑا رہا تھا۔ جشنِ چراغاں اندھیرے میں ڈوب گیا اور یہ تاریک رات اپنی نوعیت اور کیفیت کے اعتبار سے ویسی ہی تھی جب 1857ء کی جنگ آزادی میں جنرل ہڈسن کی قیادت میں دہلی والوں پر ظلم وستم کی انتہاء کر دی گئی تھی۔ بے پناہ تشدد اور قتل وغارت کر کے دہلی والوں کو نشانہ عتاب بنایا گیا تھا۔ 90 سال پہلے کی اُس رات کے اندھیرے اور آج کی اس رات کے اندھیرے میں ایک فرق ضرور تھا کہ وہ ظلم اور غلامی کے آغاز کا اندھیرا تھا اور آج کی اس رات کا اندھیرا آزادی کی صبح صادق سے ذرا پہلے کا اندھیرا تھا۔ اس غلامی کے اندھیرے کو آزادی کی روشنی میں تبدیل کرنے کے لیے ایک طویل جدوجہد کا عمل دخل رہا۔ پاک وہند کی غلام فضا میں سانس لینے والوں کو آزاد فضاؤں سے روشناس کرانے کے لیے نہ جانے کتنی قربانیاں دینی پڑیں۔ آزادی کی اس جدوجہد اور تگ ودود میں کتنی جوانیاں کام آئیں، کتنے بڑھاپے بے سہارا ہوئے اور نہ جانے کتنے سہاگ اجڑ گئے۔ اس جنگ میں بے شک اللہ کے فضل وکرم سے مجلس احرار اسلام کا حصہ وافر ہے۔ اکابر احرار کی ولولہ انگیز قیادت نے انگریز دشمنی کا وہ بیج لوگوں کے دلوں میں بویا کہ برطانوی تشدد کے سایہ میں بھی وہ ایک ایسا تناور درخت بن گیا تھا جسے جڑ سے اکھاڑنا انگریزوں کے بس سے باہر تھا اے کاش آزادی کی یہ نعمت احیائے اسلام اور اتحاد بین المسلمین کا ذریعہ بنتی۔ لیکن وہ لوگ جو اس جنگِ آزادی میں شریک نہ تھے انہوں نے اس ملک میں برسر اقتدار آکر اسلام

دشمنوں کی منشاء کے عین مطابق ایسا نہ ہونے دیا اور یہ ایک ایسا المیہ ہے جس پر جتنے بھی آنسو بہائے جائیں کم ہیں۔

جس صبح کا وعدہ تھا اس دیس کے لوگوں سے
اے کاش کبھی خالدؔ وہ بھی تو سحر آئے

## چنیوٹ واپسی 1946ء

دہلی میں قیام کے دوران میں نے بہت کچھ دیکھا اور بہت کچھ سنا، مقتدر سیاسی رہنماؤں کو دیکھا اور ان کی تقریروں سے استفادہ بھی کیا۔ سیاسی حالات پر نظر بھی رہی اور سیاست کے زیر و بم بھی میرے سامنے رہے۔ ارادہ واپسی کا تو نہ تھا لیکن پنجاب سے گئے کافی دن ہو چکے تھے اس لیے اپنے رشتہ داروں سے ملنے کے لیے واپس آنا پڑا۔ یہ واپسی کوئی مستقل واپسی نہ تھی بلکہ عارضی تھی کہ دہلی میں والد محترم کا کاروبار بڑے پیمانے پر آگے بڑھ رہا تھا اور ہم وہاں پر بڑے خوش تھے۔ دہلی سے جب ہم چلے تو ذہن میں یہی تھا کہ ایک آدھ ماہ کے بعد واپس آجائیں گے لیکن قدرت کو یہ منظور نہ تھا۔ حالات ایسا رُخ اختیار کر گئے کہ ہم واپس دہلی نہ جا سکے اور واپسی کی یہ حسرت پوری نہ ہوئی۔ بہر حال دہلی میں قیام کے دوران میں نہ تو مولانا ابوالکلام کی زیارت کر سکا اور نہ ہی تاج محل آگرہ دیکھ سکا۔ تاج محل کے لیے کئی بار پروگرام بنا لیکن ملتوی ہوتا رہا اور مولانا کو دیکھنے کی آرزو کا بھی والد صاحب سے ذکر کیا تو وہ جواب میں یہی کہتے کہ تمہیں مولانا آزاد کی تقریر سننے کی کیا پڑی ہے تم میں تو اتنی صلاحیت ہی نہیں کہ ان کی تقریر کو سمجھ سکو۔ وہ خود تو مولانا کی تقریر سننے کے لیے چلے جاتے تھے لیکن مجھے ساتھ لے جانے پر راضی نہیں ہوتے تھے۔ بہر حال دہلی سے واپسی پر ہم چند دن لاہور میں والد محترم کے عزیز دوست خضر تمیمی ایڈووکیٹ کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ لاہور کی خوب سیر کی اور پھر ہم چنیوٹ چلے آئے۔ وہی دادا جان کا مکان، وہی گلیاں اور بازار، جہاں میں نے چند سال پہلے اپنی جماعتی زندگی کا آغاز کیا تھا۔ لیکن ہوا یہ کہ میں تپ محرقہ (میعادی بخار) میں مبتلا ہو گیا۔ یہ دن میرے اور میرے گھر والوں کے لیے انتہائی مشکل اور تکلیف دہ تھے۔ ان دنوں اس بخار کا کوئی علاج نہ تھا، صرف پرہیز ہی تھی کھانا بند، صرف آلو بخارے پر گزارہ تھا۔ تین چار ماہ تک بستر پر پڑا رہا۔ سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ رنگ سیاہ۔ کبھی شیشے میں اپنا منہ دیکھتا تو خود ہی رو پڑتا تھا۔ یہ دن بھی گزر گئے، صحت آہستہ آہستہ بحال ہونے لگی اور ہم لوگ دہلی واپسی کا سوچنے لگے تو فسادات کی خبروں نے ارادے کو تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا۔ فسادات آہستہ آہستہ اپنے عروج پر پہنچ گئے، ہر طرف سے قتل و غارت کی خبریں، مسلمانوں کا قتل عام، ادھر ہمارے پنجاب میں بھی اکا دُکا وارداتیں شروع ہو گئیں تو دہلی جانے کے تمام امکان ختم ہو گئے۔ میرے تندرست ہونے کی خوشی میں جماعت نے بڑی خوشی منائی، مجھے مبارک دی اور ہر ایک رضا کار نے مجھے مل کر ایک ہی بات کہی کہ ہم تو تمہاری صحت اور شفایابی سے مایوس تھے اور غمزدہ بھی تاہم اللہ نے کرم کیا اور تم شفایاب ہو گئے۔ مجھے یاد ہے کہ مجھے دفتر پر کھڑا کر کے تمام رضا کاروں نے سلامی دی اور بڑی خوشی کا اظہار کیا تھا۔

## 1946ء میں کانگریس، مسلم لیگ کا انتخابی معرکہ:

غالباً 1946ء کا آخر تھا کہ ملک میں انتخاب کرایا گیا۔ یہ انتخاب اس لحاظ سے بڑا اہم تھا کہ کانگریس اور مسلم لیگ کا مؤقف جُدا جُدا تھا۔ ان دونوں جماعتوں کے مؤقف میں درست اور صحیح مؤقف کس کا ہے اس کا دارومدار اسی انتخاب پر تھا۔ کانگریس متحدہ ہندوستان چاہتی تھی، جبکہ مسلم لیگ پاکستان کے لیے سرگرم تھی۔ کانگریس کا مؤقف یہ تھا کہ وہ ہندوستان بھر

کے ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں کی نمائندہ جماعت ہے جبکہ مسلم لیگ کا دعویٰ یہ تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت مسلم لیگ ہے اور پاکستان اس کا نصب العین اور منزل مراد ہے۔حکومت نے 1936ء کے بعد 1946ء میں الیکشن کا اعلان کر دیا تھا تا کہ دونوں کے درمیان مقابلہ ہو اور فیصلہ ہو جائے کہ کیا مسلم لیگ واقعی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے یا پھر کانگریس کا مؤقف درست ہے کہ وہ ہندوستان کے ہندوؤں مسلمانوں اور سکھوں کی نمائندہ جماعت ہے۔
چونکہ اس انتخاب پر مستقبل کا فیصلہ ہونے والا تھا اس لیے اس کی اہمیت ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں واضح تھی اور یہی سبب تھا کہ دونوں جماعتیں بڑے زور وشور کے ساتھ انتخابی مہم میں دن رات بڑی محنت کر رہی تھیں۔اس انتخاب کا چرچا اور اس کی تیاریاں پہلے انتخاب 37-1936ء سے بڑھ کر ہو رہی تھیں۔ جلسے، جلوس، پریس کانفرنسیں، تقریریں، تحریریں ان دنوں اسی موضوع پر تھیں قوم کے اعصاب پر یہ انتخاب پوری شدت کے ساتھ سوار تھا۔
37-1936ء کے انتخابی نتائج جو سامنے آئے وہ کچھ اس طرح تھے کہ ہندوستان کے سات صوبوں میں کانگریس جیت گئی تھی اور وہاں پر کانگریس کی حکومت بنی۔ مسلم لیگ نے 498 مسلم نشستوں میں سے صرف 108 مسلم نشستوں پر کامیابی حاصل کی جبکہ کانگریس کو 836 سے 715 پر کامیابی ہوئی۔انتخاب جُدا گانہ تھے اور مسلمانوں کے حلقہ ہائے انتخاب الگ تھے لیکن جب 1946ء کے انتخاب کے نتائج سامنے آئے تو مسلم لیگ نے 498 مسلم نشستوں میں سے 428 نشستیں حاصل کر لیں اور مرکزی نشستیں جن کی تعداد 30 تھی ساری کی ساری مسلم لیگ نے جیت لیں۔
دونوں انتخابات کے نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے اگر دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ مسلم لیگ کی اس کامیابی کی صرف ایک ہی وجہ تھی کہ 1946ء کے انتخابات سے پہلے مسلم لیگ کے جلسوں میں پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا نعرہ کام کر گیا۔ ورنہ 1936ء کے انتخابات میں یہی مسلم لیگ تھی اور مسٹر جناح ہی قائد تھے اور مسلمان ووٹر بھی وہی تھے لیکن وہ نتائج حاصل نہ کر سکے جو مسلم لیگ کے حق میں 1946ء انتخابات میں سامنے آئے۔ لوگوں نے مسلم لیگ کو نہیں بلکہ لا الہ الا اللہ کے نعرے کو ووٹ دیئے۔ یہ انتخاب جنرل ضیاء الحق کے ریفرنڈم سے مماثلت رکھتا ہے کہ جس میں ضیاء الحق نے کہا تھا کہ اگر اسلام چاہتے ہو تو میری صدارت کے حق میں ووٹ دو اور لوگوں نے اسلام کے نام پر ضیاء الحق کو ووٹ دے کر اس کی صدارت کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا تھا۔ نہ مسلم لیگ اسلام کے نام پر ووٹ حاصل کر کے پاکستان میں اسلام نافذ کر سکی اور نہ ہی جنرل ضیاء الحق یہاں اسلام نافذ کر سکا اور یہ ممکن بھی کیسے تھا۔ جبکہ پاکستان کی پہلی کابینہ میں وزیر قانون جوگندر ناتھ منڈل تھے جو بھاگ کر کلکتہ چلے گئے۔ وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی، پہلا کمانڈر انچیف جنرل ڈگلس ڈیوڈ گریسی (فروری 1948ء۔ اپریل 1951ء) بھی انگریز تھا جس نے مسٹر جناح کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا اور پنجاب کا پہلا گورنر سر فرانسس موڈی بھی انگریز ہی تھا جس نے چناب کے کنارے قادیانیوں کو لیز پر زمین دے کر قادیانیوں کو مسلمانوں کے سروں پر مسلط کر دیا جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔
مجلس احرار نے بھی اس انتخاب میں حصہ لیا تھا۔ کئی جگہوں پر نمائندے کھڑے کیے گئے لیکن نتائج وہی تھے۔ جن کی توقع کی جا رہی تھی۔ لوگوں نے اسلام کے نعرے پر مسلم لیگ کو ہی ووٹ دیا کسی دوسری جماعت کو درخورِ اعتنا سمجھا ہی

نہ گیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اس انتخاب کے سلسلے میں چنیوٹ تشریف لائے۔ مظہر نواز خان درانی کو اپنے ساتھ لائے جو ملتان کے حلقہ سے احرار کے نمائندے کے طور پر انتخاب میں حصہ لے رہے تھے۔ اسی جلسہ میں، میں نے پہلی بار خواجہ عبدالرحیم عاجز مرحوم کو دیکھا اور ان کی نظم ''لڑناں لڑناں احرار نے الیکشن والا جنگ'' سنی۔

## فرقہ واریت:

1947ء کے تاریخی اور قیامت خیز سال کی آمد سے پہلے ہی ہندوستان میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑک چکی تھی۔ سال کے اوّلین ایام میں کلکتہ نواکھلی، بہار، گڑھ مکیشر، اور دہلی میں خوفناک فسادات شروع ہوگئے تھے۔ شروع شروع میں گاندھی اور حسین شہید سہروردی نے ہندو مسلم دونوں فرقوں سے فسادات بند کرانے کی اپیل کی اور فساد زدہ علاقوں کا دورہ بھی کیا تاکہ امن قائم ہو جائے لیکن ایسا نہ ہوا اور فسادات کی آگ بڑھتی ہی چلی گئی۔ دہلی سے پنجاب تک کا علاقہ فسادات کی زد میں آ گیا، یہ ہندو مسلم فسادات کا سلسلہ اگست ستمبر تک جاری رہا جس میں لاکھوں لوگ لُقمۂ اجل بنے۔ ہزاروں عصمتیں برباد ہوئیں، لاکھوں بچے یتیم ہوئے، ہزاروں بڑھاپے بے سہارا ہوئے اور لاکھوں افراد بے گھر ہوگئے۔ مسلمانوں کی عسکری تنظیمیں احرار اور خاکسار مسلمانوں کی مدد کے لیے اپنی جانوں پر کھیل گئے، احرار رضا کاروں کے دستے بہار تک مسلمانوں کی مدد کو پہنچے اور بے سہارا مسلمانوں کے لیے ہر ممکن مدد کا ذریعہ بنے۔ لیکن فسادات نہ رک سکے۔ فسادات کا یہ عرصہ ہر لحاظ سے گھناؤنا، وحشیانہ اور انسانیت سوز تھا۔ مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا۔ سکھوں نے ہندوؤں کے جھانسے میں آکر مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جس کی ذمہ داری اس وقت کے سکھ رہنما ماسٹر تارا سنگھ پر عائد ہوتی ہے جس نے لاہور میں پنجاب اسمبلی کے باہر کرپان نکال کر مسلمانوں کے خلاف اور پاکستان کے خلاف ایک اشتعال انگیز تقریر کی۔

## مسلم لیگ کی اکلوتی سول نافرمانی کی تحریک:

ان فسادات کے علاوہ پنجاب میں ایک اور اہم واقعہ یہ پیش آیا کہ پنجاب کی یونینسٹ پارٹی کے سربراہ خضر حیات ٹوانہ نے کانگریس کے ساتھ مل کر وزارت بنالی اور مسلم لیگ کو نظر انداز کر دیا۔ خضر حیات ٹوانہ نے برسرِ اقتدار آتے ہی مسلم لیگ کے قومی رضا کاروں کی عسکری تنظیم ''نیشنل گارڈ'' کو خلافِ قانون قرار دے دیا۔ اس پر مسلم لیگ نے سخت احتجاج کیا۔ جب اس احتجاج سے کچھ نہ بنا تو پھر مسلم لیگ نے پنجاب میں سول نافرمانی کی تحریک شروع کر دی جو مسلم لیگ کی پوری تاریخ میں پہلی اور آخری سول نافرمانی کی تحریک تھی۔ جو صرف سات دن تک جاری رہی۔ اس تحریک میں مسلم لیگ پنجاب کے رہنما سردار شوکت حیات اور نواب افتخار حسین ممدوٹ وغیرہ بھی گرفتار کر لیے گئے۔ اِن کے علاوہ سیکڑوں مسلم لیگی کارکن گرفتار ہوئے۔ جلسے، جلوس، ہڑتالیں کی گئیں اور عورتوں کے جلوس بھی نکالے گئے۔ اسی تحریک میں سول سیکرٹریٹ لاہور پر مسلم لیگ کا پرچم ایک عورت نے لہرایا اور خضر حیات نے استعفیٰ دے دیا۔ اس طرح مسلم لیگ کی سیاسی زندگی کی یہ اکلوتی تحریک اپنے اختتام تک پہنچی۔

## 14 راگست ۱۹۴۷ء کی اہمیت تاریخ کے آئینے میں:

14 راگست 1947ء کا دن اس لحاظ سے نہایت اہم ہے کہ اس دن ہندوستان کے مسلمانوں کی تحریک کامیابی سے ہم کنار ہوئی۔ مسلمانوں نے ہندوستان کے اندر ایک مضبوط و مستحکم اسلامی ریاست کا خواب جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں دیکھا تھا اس کی ادھوری تعبیر قیامِ پاکستان کی صورت میں سامنے آئی۔

**حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:**

اکبر کے دینِ الٰہی کی سرکوبی کے لیے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ سامنے آئے جو حضرت خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین تھے۔ جن کی دینی خدمات کو علامہ اقبال اس طرح خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دین الٰہی کو قبول کرنے والے لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے ایک رسالہ بھی تحریر کیا جس کا نام "اثبات النبوّت" ہے جس میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بہ دلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت کیا۔ ابوالفضل اور فیضی نے جس دین کی داغ بیل ڈالی تھی اس پر ایمان لانے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا کوئی ضروری نہ تھا۔

**شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ:**

ہندوستان میں ملّت اسلامیہ پر جب مشکل وقت آیا تو شاہ ولی اللہ آگے بڑھے۔ اُس دور میں مرہٹے ایک سیاسی قوت کی حیثیت سے اُبھر کر سامنے آئے، شاہ ولی اللہ کی دوررس نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ اگر کفر کی اس یلغار کو نہ روکا گیا تو مرہٹے برسرِ اقتدار آ کر ہند میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے مصیبت کا باعث بن جائیں گے اور اس طرح اسلاف کی وہ کوششیں رائیگاں جائیں گی جو وہ تبلیغ اسلام اور حکومت الٰہیہ کے قیام کے لیے سرانجام دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی اور اندرون ملک نجیب الدولہ کو مرہٹوں کی سرکوبی کے لیے مامور کیا۔ 1761ء میں پانی پت کی تیسری لڑائی میں مرہٹوں کو شکستِ فاش ہوئی جس کے ساتھ ہی اسلام کے خلاف یہ حملہ بھی ناکام ہو گیا اور دین کے بنیادی اصولوں کے دفاع کا کام اللہ کے نیک بندوں کے ذریعے جاری رہا۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد 1857ء کی جنگِ آزادی کا دور اہل اسلام کے لیے ایک نئی افتاد اپنے ساتھ لایا انگریز عیّاری اور مکّاری سے کام لے کر ہندوستان کے اندر اپنی سیاسی قوت قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اگرچہ اُس دور میں بھی مسلمانوں نے جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر کبھی سراج الدولہ کی قیادت میں دادِ شجاعت دی تو کبھی 1899ء میں سلطان ٹیپو شہید کی قیادت میں انگریزی جبر و اقتدار کے ساتھ ٹکرا گئے۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ہندوستان کے اندر مسلمانوں کو غیر ملکی غلامی کے دن دیکھنے تھے۔ اپنوں کی غداری کی وجہ سے جہاد کی یہ کوششیں بظاہر ناکام ہو گئیں۔ میر جعفر اور میر صادق اپنے ذاتی مفاد کے لیے ملّی مفاد سے غداری کے مرتکب ہو کر قیامت تک کے لیے معتوب و مردود ہو گئے۔

جعفر از بنگال و صادق از دکن
ننگِ ملّت، ننگِ دیں، ننگِ وطن

سیداحمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی تحریکِ حریّت نے اہلِ اسلام کی ڈھارس بندھائی۔ انہوں نے کمال ہمت سے کام لے کر قبائلی علاقے سے پنجاب کی اُس وقت کی اسلام دشمن سکھ حکومت سے جہاد بالسیف کیا اور پشاور تک کا علاقہ دشمنوں سے چھین لیا۔ جہاں اسلامی حکومت کو عملی طور پر نافذ کیا گیا۔ لیکن یہاں بھی اپنے ہی آڑے آئے۔ سکھوں کے ساتھ مل کر ہندوستان کے غدار مسلمانوں نے اس عظیم طاقت کو تباہ و برباد کر دیا۔ جو پنجاب پر قبضہ کرنے کے بعد انگریزی اقتدار کو ہندوستان سے ختم کر کے یہاں حکومت الٰہیہ کا نفاذ چاہتی تھی۔

مئی 1831ء میں سرفروشانِ اسلام کا یہ قافلہ بالاکوٹ کے مقام پر قربان ہو گیا اور یوں اپنے پیچھے اہلِ جنوں کے لیے گہرے نقوش چھوڑ گیا۔ بقول حضرت سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ:

تیری آمد طلوعِ مہِ زندگی ، تیرا جانا قیامت سے کچھ کم نہ تھا
دیں کے غدار کچھ تیرے قاتل بنے ، ورنہ کچھ بھی تو اِس موت کا غم نہ تھا
تو نے جامِ شہادت کیا نوش جب ، لوگ سمجھے کہ حق بھی فنا ہو گیا
در حقیقت وہ اِک عہدِ ایثار تھا ، لاج تو نے رکھی وہ وفا ہو گیا

1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں نے جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر شوق شہادت پورا کیا۔ جنرل بخت اور جنرل احمد اللہ کے کارنامے وہ کارنامے ہیں جن کو گزرتے وقت کا سمندر بھی اپنی گہرائیوں میں ہرگز نہ چھپا سکے گا۔

ان کے بعد شاہ عبدالعزیز دہلوی نے پرچم اسلام سنبھالا۔ درس و تدریس کے ساتھ اُنہوں نے انگریزوں کے خلاف نفرت کو آگے بڑھانے کا کام بھی جاری رکھا۔ پھر حاجی امداداللہ مہاجر مکی اور اُن کے شاگرد مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہم اللہ آگے بڑھے۔ انگریزوں کے خلاف جہاد کیا اور اپنے شاگردوں میں انگریزوں کی غلامی کے خلاف تحریک کو بھی جاری رکھا۔ پھر شیخ الہند مولانا محمود حسن میدان میں آئے، تحریک ریشمی رومال کے ذریعے انگریزی حکومت ختم کر کے اسلامی حکومت کے قیام کے لیے کٹھن جدو جہد کی اور کالا پانی کی سزا کاٹی۔ پھر شیخ الہند کے نام ور شاگردوں نے ہندوستان کے طول وعرض میں انگریزی اقتدار کے خاتمے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا، یہ سب اپنی جانوں پر کھیل گئے لیکن انہوں نے اپنے اسلاف کی شروع کی ہوئی جنگ آزادی اور تحریک احیائے اسلام کو کبھی نظر انداز نہ کیا۔ مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا عبیداللہ سندھی اور مولانا احمد علی لاہوری اِنہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے انگریزی اقتدار کو عمر بھر للکارتے رہے اور قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کرتے اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

یہ قافلۂ اہل جنوں عشق کی راہوں پر اکابر اسلام کے نقش قدم پر چلتا رہا۔ پھر پرچم آزادی مجلس احرار کے قائد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ہاتھ میں آیا تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جن میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، آغا شورش کاشمیری، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا محمد گل شیر شہید، مولانا مظہر علی اظہر نمایاں ہیں۔ راہِ حق وصداقت پر چلتے ہوئے ہر ہر نوع کی مشکلات کے باوجود برطانوی اقتدار کو للکارنے میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہ کی اور بالآخر انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔

یہ حقیقت ہے اور کوئی ذی شعور اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت خواجہ عبداللہ احرار سے لے کر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی جماعت مجلس احرار تک، سب تحریکِ حریّت اور تحریک احیائے اسلام کے ساتھ وابستہ رہے۔ قیامِ پاکستان صرف مسلم لیگ کی کوششوں کا نتیجہ نہ تھا نہ ہے۔ اے کاش پاکستان بن جانے کے بعد وہ مقاصد بھی پاکستانی رہنماؤں کے سامنے رہتے جن کے لیے ہمارے اسلاف نے اتنی طویل اور کٹھن جدوجہد جاری رکھی اور وہ مقاصد احیائے اسلام اور اتحاد بین المسلمین ہی ہیں۔ یاد رہے کہ پاکستان، ہندوستان کے مسلمانوں کی منزلِ مقصود نہیں بلکہ مقاصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ منزل احیائے اسلام اور اتحاد بین المسلمین ہے اسی کو نظریہ پاکستان بھی کہتے ہیں۔ ورنہ تو سب کچھ علاّمہ اقبال کے اس شعر کے مصداق ہے۔

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملّت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

(جاری ہے)

# برما (رنگون) کے علماء کرام کا قادیانیت کے محاذ پر کام

## اور تازہ ترین صورت حال کا جائزہ

سہیل باوا، لندن

جب سے دنیا وجود میں آئی ہے حق و باطل کے درمیان معرکہ آرائی جاری ہے، خاتم النبیین، نبی آخر الزماں، سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری بھی دراصل اسی معرکۂ حق و باطل کا ایک سلسلہ ہے۔ تاریخ کے اوراق کو پلٹیں، ماضی کے دریچوں کو وا کریں تو اس حقیقت کا بخوبی ادراک ہو جائے گا کہ دنیا میں اگر کچھ ہے تو وہ یہی سچ اور جھوٹ کی جنگ ہے جس کو لڑتے ہوئے امام احمد بن حنبل نے کوڑے کھائے تھے، جس کی پاداش میں امام ابوحنیفہ کو پس دیوارِ زنداں دھکیل دیا گیا تھا۔ وہ حق ہی تو تھا جس کو بولنے کے جرم میں زنیرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی آنکھیں نکال دی گئیں، حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی چمڑی ادھیڑ دی گئی، احد کے دامن میں، بدر کے میدان میں، تبوک کی وادی میں آج بھی ان حق کے متوالوں کی خوشبو آتی ہے جن کو نیزوں میں پرو دیا گیا مگر حق پر سے کوئی ان کے یقین کو متزلزل نہ کر سکا۔

جب جب باطل نے اپنا زور دکھایا ہے، اہل حق دیوانہ وار نکلے ہیں اور پھر کون بوڑھا اور کیسا جوان، کون امیر اور کیسا مفلس ہر ایک نے حق کیلئے اپنا سب کچھ لٹا دیا، باطل کی شان و شوکت حق والوں کا کبھی کچھ نہیں بگاڑ سکی، حق و باطل کے اس معرکے میں اہل حق نے نہ زمیں دیکھی نہ زماں، دجل کی طاقت کی پرواہ بھلا ان حق والوں نے کی ہی کب ہے؟ چناں چہ جب قادیان کے بت کدے سے ابلیس کے پیروکاروں نے گمراہی کا پرچار شروع کیا تو مشرق، مغرب، شمال، جنوب غرض دنیا کے ہر کونے میں ایک شور بپا ہو گیا۔ اب کی بار باطل ایک طاقتور روپ میں آیا تھا مگر حق والے بھی کچھ کم نہیں تھے اور پھر ایک ایسے معرکے کا آغاز ہوا جس نے جرأت و ہمت اور شجاعت کے ان تذکروں کو ایسے زندہ کیا جو ایک ایسی سچی داستان بن گئی، جس کی نظیر پیش کر کے آج کے دور میں اہل حق اپنے پیشروؤں کے سامنے سرخرو ہو سکتے ہیں۔

ہندوستان میں قادیانیوں کے لشکر کو لٹنے کے لیے سرخ پوش احرار کمر بستہ ہو گئے، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قادیانیوں بتکدوں کے سامنے اذان حق دینے لگے، قادیانی بدکے، انہوں نے دنیا کے دیگر خطوں کا رخ کرنا شروع کر دیا اور جب پاکستان میں قادیانیوں کی بساط مکمل طور پر لپیٹ دی گئی تو ان کے پاس کوئی چارہ ہی نہیں تھا کہ یہ کسی اور زمین کو اپنا تختۂ مشق بنائیں مگر قادیانی شاید معرکۂ حق و باطل سے ناواقف تھے چناں چہ یہ جہاں جہاں گئے، وہاں کے اہل حق نے ان کے بڑھتے قدموں کو روک دیا، یہی حال قادیانیوں کا برما میں بھی ہوا، جب ہر طرف سے اپنے منہ پر سیاہی مل کر یہ نا کام ٹولہ برما پہنچا تو اہل حق کی ایک فوج ان کے استقبال کے لیے موجود تھی۔

برما کے دارالحکومت رنگون میں اہل اسلام اور قادیانیوں کی لاہوری پارٹی کے درمیان پہلا معرکہ ستمبر ۱۹۲۰ء میں ہوا، جو کچھ یوں تھا کہ خواجہ کمال الدین نامی قادیانی نے رنگون کے مسلمانوں کو مرتد بنانے اور ''تبلیغ اسلام'' اور ''قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی اشاعت'' کے نام پر رنگون کے مسلمانوں سے چندہ بٹورنے کا عزم لے کر رنگون کا رخ کیا اور سرعبدالکریم جمال (جو رنگون کا ایک دولت مند رئیس تھا) کے گھر مہمان بنا تو رنگون شہر میں مقیم ''سورتی تاجروں'' اور جمعیت علماء کے ذمہ داروں کی دعوت پر مولانا عبدالشکور لکھنویؒ بھی تشریف لے آئے اور رنگون شہر میں اہل اسلام اور قادیانی پارٹی کے رہنما خواجہ کمال الدین کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا۔ پے در پے اشتہار شائع ہوئے، لٹریچر تقسیم ہوا، جلسے منعقد ہوئے، گویا پورا شہر ''ختم نبوت زندہ باد کے نعروں'' سے گونج اُٹھا۔ قادیانیت اور اُن کے عقیدے کے سلسلے میں عام بیداری پیدا ہوئی، مسلمان سمجھ گئے کہ قادیانیت دراصل کفر کا نام ہے۔ جمعیۃ علماء نے خواجہ کمال الدین کو مناظرہ کا کھلا چیلنج دیا۔ خواجہ جی سے نا تو اشتہارات اور لٹریچر کا جواب بن پڑا، نہ ہی مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کے ساتھ مناظرہ کرنے کی ہمت وجرأت ہوئی بلکہ رنگون سے بڑی ذلت ورسوائی سے فرار ہوا۔

یہاں اہل حق کا کردار ادا کرنے والوں میں سورتی تاجر پیش پیش تھے، چوں کہ موضوع اہل حق ہیں لہٰذا ان سورتی تاجروں کی مختصر سی تاریخ کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔ رنگون کے ''سورتی تاجران'' تقریباً ۱۸ ویں صدی عیسوی میں ہندوستان کے مختلف علاقوں سے مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم تاجر کاروبار اور ملازمت ومزدوری کے سلسلے میں برما آئے تھے۔ ان میں ہندوستان کے صوبہ گجرات ضلع ''سورت'' سے بھی ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی وہاں گئی اور آباد ہوگئی۔ رنگون شہر وسطی تجارتی علاقہ میں تقریباً سارا کاروبار ہی ''سورتی تاجران'' کے ہاتھوں میں تھا۔ اُنہوں نے ہی رنگون شہر کے وسط میں ایک بڑی مسجد ''سورتی سنی جامع مسجد'' تعمیر کی تھی۔ مدارس قائم کئے اور ''جمعیۃ علماء'' کی تنظیم بھی قائم کی۔

''سورتی تاجران'' کے کچھ خاندان تقسیم ملک کے بعد مشرقی اور مغربی پاکستان میں بھی منتقل ہوئے تھے، اور کچھ برما چلے گئے تھے۔ انہی حضرات میں ایک نمایاں شخصیت عالمی مبلغ ختم نبوت حضرت حاجی عبدالرحمٰن باوا صاحب بھی ہیں۔ راقم الحروف کا تعلق بھی ''سورتی'' برادری سے ہے اور حضرت والد محترم کی پیدائش بھی سورت کی ہی ہے، کچھ عرصہ والد صاحب نے رنگون شہر میں گذارا تھا اور ہمارا خاندان اس وقت سے تجارت کی غرض سے پوری دنیا برما، بنگلہ دیش، پاکستان، برطانیہ، امریکہ اور کنیڈا میں مقیم ہے۔

لاہوری پارٹی کی یہ پہلی یلغار تھی جو مولانا عبدالشکور لکھنویؒ اور جمعیۃ العلماء کی جدوجہد کے ذریعے ناکام بنادی گئی۔ دوسری بار قادیانیوں کی ''محمودی پارٹی'' نے حضرت والد محترم کے مطابق غالباً ۱۹۵۹ء-۱۹۶۰ء میں یلغار کی تھی۔ ''محمودی پارٹی'' کے مقامی سربراہ کا نام ''خواجہ بشیر احمد'' تھا۔ اس نے وہاں کے مسلمانوں کو مرتد بنانے کا منصوبہ تیار کیا۔ ماہنامہ ''البشریٰ'' رسالہ رنگون سے جاری کیا۔ اردو اخبارات کے ذریعے اپنا پروپگنڈا کیا، لٹریچر کی اشاعت کی۔ اس وقت جمعیۃ علماء برما میدان عمل میں آئی جس کی قیادت مولانا ابراہیم مظاہریؒ، مفتی محمودؒ (مفتی اعظم برما) مفتی اسماعیل گورا، مولانا عبدالولی مظاہریؒ کررہے تھے۔ حضرت والد صاحب کی عمر ۱۸ سال کی تھی، وہ علماء کرام کی زیرسرپرستی میدان عمل میں کود پڑے۔ یہیں سے حضرت والد صاحب نے تحفظ ختم

نبوت کے کام کا آغاز کیا تھا۔ آج بھی الحمدللہ پیرانہ سالی کے باوجود اسی ولولے کے ساتھ عظیم مقدس مشن سے وابستہ ہیں اور تحفظ ختم نبوت کے میدان عمل میں کھڑے ہیں دراصل اُنہی علماء کرام کی تربیت وتوجہ کا نتیجہ تھا کہ جب رنگون شہر میں جمعیۃ علماء کے ذمہ داران نے ''مجلس ختم نبوت'' کی تشکیل کی تو مفتی اسماعیل گوررحمۃ اللہ جیسے جید مفتی کا بحیثیت صدر انتخاب اور حضرت والد صاحب کو ''جنرل سیکریٹری'' جیسا عہدہ دیا گیا۔ پھر علماء کرام کے مشورہ سے حضرت والد صاحب نے ۱۹۶۰ میں ماہنامہ ''ختم نبوت'' کا اجراء کیا۔

بہرحال برما کے علمائے حق کی اس جدوجہد کے نتیجے میں قادیانیت کی سرگرمیوں کو ناکام بنادیا گیا۔ انہی ایام میں لاہوری پارٹی کا ایک رکن ''ڈاکٹر این اے خان'' قادیانی تھا، نابینا ہونے کے باوجود کسی سے مضامین لکھوا کر شائع کر کے تقسیم کرتا اور علماء کرام کو خطوط لکھواتا رہتا۔ جب مر گیا تو خفیہ طور پر مسلمانوں کے قبرستان میں اس کے لیے قبر کھودی گئی۔ اس کو غسل دینے کے لیے ایک مسجد کے مؤذن صاحب کا انتظام کیا گیا۔ اس نے لاعلمی میں ''ڈاکٹر این اے خان'' کی لاش کو غسل دیا۔ بہرحال جمعیۃ علماء برما حرکت میں آئی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا۔ مولانا ابراہیم مظاہریؒ کے حکم پر حضرت والد محترم نے مسلم قبرستانوں کا دورہ کیا اور قبرستان کی کمیٹیوں کے ذمہ داران کو بتایا کہ کسی شخص کی تدفین سے قبل پوری طرح تحقیق کرنا ضروری ہے تاکہ قادیانیوں کی لاش، مسلم قبرستان میں دفن ہونے نہ پائے۔ قادیانیوں نے نام نہاد تبلیغ کے نام پر وہی ڈارمہ جو پوری دنیا میں اپنی جماعت کے نادان لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے شروع کیا ہوا ہے۔ ایک بار پھر برما کے دارالحکومت رنگون میں پہلے معرکے کی ناکامی کے ۹۱ سال اور دوسری ناکامی کے ۵۱ سال بعد پھر شروع کیا۔ مارچ 2012ء میں قادیانی گروہ نے سیرت کے عنوان پر جلسہ اور اشتہاری مہم اور غریب مسلمانوں کی امداد کے نام پر اپنی سرگرمیوں کو تیز کر دیا ہے، شاید قادیانی گروہ کو اپنے باپ دادا کی شکست وفرار کی تاریخ یاد نہیں یا وہ بھول گئے ہیں کہ ایک بار پھر برما میں قادیانی پارٹی ذلت ورسوائی کے دروازے کو دستک دینے جارہی ہے۔ قادیانیوں کی برما میں تبلیغی سرگرمیوں کے بعد جمعیت علماء برما میں شامل تمام جید علماء کرام، شیخ مفتی قاری محمد یوسف اسعدی حفظہ اللہ (ناظم جامعہ اسعدیہ رنگون) مولانا شمس الضحیٰ (ناظم جامعہ صوفیہ، جمعیت علماءِ اسلام رنگون) مفتی حافظ یحییٰ سورتی (امام وخطیب سورتی سنی جامع مسجد، رنگون) مولانا محمد یونس صاحب (جامعہ اسعدیہ، رنگون) مفتی محمد جمیل (جامعہ دارالعلوم، رنگون) مفتی نور محمد (امام وخطیب سورتی سنی جامع مسجد، رنگون) نے قادیانیوں کے بارے میں تازہ متفقہ فیصلہ برمی زبان میں جاری کیا ہے۔ ان علماء اکرام نے اس فیصلہ میں کہا کہ قادیانیوں کا عقیدہ واضح طور پر قرآن اور حدیث کے منافی ہے، اس لیے بالاتفاق ملک برما اور دنیا بھر کے علماء اسلام نے قادیانی (احمدی) جماعت کو دائرہ اسلام کے خارج ہونے کا بہت پہلے فیصلہ کر دیا تھا اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف سے رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ نے بھی قادیانی (احمدی) جماعت کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فیصلہ کر دیا تھا۔ اس کے باوجود بھی ہر زمانے میں ملک برما کے اکابر علماء اسلام قادیانی (احمدی) جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کی اطلاع دیتے آرہے ہیں۔ اور اس تازہ فیصلہ میں کہا گیا کہ برما میں قادیانیوں کے لئے قبرستان کا الگ ہونا یہ بھی قادیانی جماعت کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے کی ایک دلیل اور نشانی ہے، پورے برما کے تمام علماء اکرام نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی پرامن جدجہد جاری رکھنے کا بھی عزم کیا ہے۔

# انگریزی اخبارات میں قادیانیوں کی بے جا حمایت

محمد متین خالد

المیہ یہ ہے کہ پاکستان ایسی اسلامی نظریاتی مملکت میں بیشتر انگریزی اخبارات و رسائل اسلام اور نظریۂ پاکستان کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں۔ آج تک ان کے خلاف حکومت یا کسی ادارہ نے کسی ردِ عمل کا اظہار نہیں کیا۔ یہ لوگ مغرب میں سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کی غیر معمولی پذیرائی دیکھ کر ایسے مضامین لکھتے ہیں اور اس کی آڑ میں بے پناہ مراعات حاصل کرتے ہیں۔ صد حیف کہ ایسے لوگ صحافت کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا محمود نے 1952ء میں اپنی جماعت کو ہدایت کی تھی کہ ہمارا تناسب فوج میں دوسرے محکمہ جات سے بہت زیادہ ہے، لیکن پھر بھی ہمارے حقوق کی حفاظت پوری طرح سے نہیں ہو سکتی۔ اس لیے باقی محکمہ جات پولیس، ریلوے، فنانس، اکاؤنٹس، کسٹمز، انجینئرنگ وغیرہ تمام محکموں میں ہمارے آدمیوں کو جانا چاہیے۔ اس تحریک کو آگے بڑھاتے ہوئے 10 فروری 2006ء کو لندن کی قادیانی عبادت گاہ میں قادیانی جماعت کے پانچویں خلیفہ مرزا مسرور نے دنیا بھر کے قادیانیوں کو ہدایت کی کہ وہ صحافت کا شعبہ اپنائیں۔ اس تحریک کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے ہاں انگریزی صحافت میں زیادہ تر قادیانیوں کا غلبہ ہے جو اسلام اور پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کو منہدم کرنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ کوئی دن خالی نہیں جاتا جب کسی نہ کسی انگریزی اخبار میں آئین میں قادیانیوں کو تمام سیاسی جماعتوں کی طرف سے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے والی ترمیم واپس لینے، قانون ناموس رسالت اور حدود قوانین ختم کرنے، آئین سے قراردادِ مقاصد کو کالعدم قرار دینے، پاکستان کو ایک سیکولر مملکت بنانے، ناچ گانے کو سرکاری سرپرستی دینے، دینی مدارس پر پابندی لگانے، اسرائیل کو تسلیم کرنے، ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کو قومی ہیرو قرار دینے، تعلیمی نصاب سے اسلامیات کا مضمون ختم کرنے، بسنت اور ویلنٹائن ڈے قومی سطح پر منانے، سکولوں میں فیشن شو کرنے، نیو ائیر نائٹ منانے، گھر سے بھاگ کر شادی کرنے والے لڑکے لڑکی کو قانونی تحفظ دینے، اسقاطِ حمل کی اجازت دینے، کنڈوم کلچر کو فروغ دینے، شریعت اسلامیہ کو ناقابل عمل قرار دلوانے، جہاد کو دہشت گردی قرار دینے، ہم جنس پرستی کو فروغ دینے، طوائفوں کو جنسی ورکر قرار دینے، مشترکہ خاندانی نظام کو سبوتاژ کرنے، شراب پر پابندی ہٹانے، عارضی شادی کی اجازت دینے، بھارتی فلموں کی نمائش پر پابندی ہٹانے، آئین پاکستان سے اسلامی دفعات ختم کرنے، صدر اور وزیر اعظم کے لیے مسلمان ہونے کی شرط ختم کرنے، مردوں کی دوسری شادی پر پابندی لگانے، پاک بھارت کرنسی ایک کرنے، ایٹمی پروگرام ختم کرنے، پاک فوج کے موٹو جہاد، تنظیم، اتحاد کو تبدیل کرنے کے بارے میں کوئی نہ کوئی سٹوری یا مضمون شائع نہ ہوا ہو۔

ان Daily Express Tribune سب سے پیش پیش ہے۔ حال ہی میں اس اخبار نے قادیانیوں کی حمایت میں یہ واویلا کیا ہے کہ قادیانی روزنامہ الفضل چناب نگر (ربوہ) کو شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ اخبار کا کہنا ہے کہ اگر قادیانی روزنامہ الفضل اسلامی شعائر استعمال کرے تو اس پر مقدمہ درج ہو جاتا ہے جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ ایکسپریس ٹرائی بیون کی انتظامیہ کو معلوم

ہونا چاہیے کہ قادیانی اخبارات وجرائد پر شعائر اسلامی استعمال کرنے کی پابندی خود اعلیٰ عدلیہ نے لگائی ہے۔ چنانچہ قادیانیوں کی حمایت میں ان کا واویلا براہ راست توہین عدالت کے زمرے میں آتا ہے۔ سابق وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود قادیانی مسلسل شعائر اسلامی استعمال کرتے ہیں۔ غیرمسلم ہونے کے باوجود اپنی عبادت گاہ کو مسجد، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول، مرزا قادیانی کی بیوی کو ام المومنین، مرزا قادیانی کے دوستوں کو صحابہ کرام، قادیان کو مکہ مکرمہ، ربوہ کو مدینہ، مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث مبارکہ، مرزا قادیانی پر اترنے والی نام نہاد وحی کو قرآن مجید اور محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں۔ چنانچہ 26 اپریل 1984ء کو حکومت نے مسلمانوں کے پرُزور مطالبہ پر امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا گیا۔ اس آرڈیننس کے نتیجہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا، اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کی تبلیغ وتشہیر نہیں کرسکتا اور شعائر اسلامی وغیرہ استعمال نہیں کرسکتا۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔ قادیانیوں نے اپنے خلیفہ مرزا طاہر کے حکم پر آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پورے ملک میں شعائر اسلامی کی توہین کی اور آرڈیننس کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی۔ جس کے نتیجہ میں پاکستان کے اکثر شہروں میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہوئی۔ قادیانی قیادت نے اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں قرار دیا کہ قادیانیوں پر پابندی بالکل درست ہے۔ اس کے بعد قادیانیوں نے چاروں صوبوں کی ہائی کورٹس میں چیلنج کیا، یہاں پر بھی عدالتوں نے دونوں طرف کے دلائل سننے کے بعد قرار دیا کہ آرڈیننس بالکل قانون کے مطابق ہے۔ قادیانیوں کو آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم کرتے ہوئے شعائر اسلامی استعمال نہیں کرنے چاہئیں۔ آخر میں قادیانیوں نے ان تمام فیصلوں کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ ہمیں آئین کے مطابق آزادی کا حق حاصل ہے، لیکن ہمیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔ لہٰذا عدالت تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کو کالعدم قرار دے۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے اس کیس کی مفصل سماعت کی۔ دونوں طرف سے دلائل دیے گئے۔ قادیانیوں کی اصل کتابوں سے متنازعہ ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ ظہیرالدین بنام سرکار (1993SCMR1718) میں قرار دیا کہ کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ اپنے مذہب ہی کی تبلیغ کرسکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دارالعلوم کے استاد نہیں تھے بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔ ان کا کام آئین وقانون کے تحت انصاف مہیا کرنا ہوتا ہے۔ فاضل جج صاحبان کا یہ بھی کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جبکہ دھوکہ دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ اس سے کسی کے حقوق یا آزادی ہی سلب ہوتی ہے۔

سپریم کورٹ نے اپنے تاریخی فیصلہ میں لکھا: ''ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔'' (''صحیح بخاری'' ''کتاب الایمان''، ''باب حب الرسول من الایمان'') کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو موردالزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا دل آزار مواد جیسا کہ مرزا کادیانی نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟'' ہمیں اس پس منظر میں قادیانیوں

کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر قادیانیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہوسکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ''رشدی'' (یعنی رسوائے زمانہ گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی جس نے شیطانی آیات نامی کتاب میں حضور ﷺ کی شان میں بے حد توہین کی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقض امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کے جان و مال کا نقصان ہوسکتا ہے۔............... ''ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب وخطاب بنا رکھے ہیں اور وہ اپنے تہوار امن وامان کا کوئی مسئلہ یا الجھن پیدا کیے بغیر پُر امن طور پر مناتے ہیں۔'' (ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء)

افسوس ہے کہ قادیانی آئین میں دی گئی اپنی حقیقت کو ماننے سے انکاری ہیں۔ وہ سپریم کورٹ کے فیصلے کو بھی تسلیم نہیں کرتے بلکہ الٹا مسلمانوں کا تمسخر اڑاتے ہیں اور انہیں سرکاری مسلمان ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ یہی وہ آئین اور قانون شکنی ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ بعض اخبارات ورسائل قادیانیوں کی آئین وقانون شکنی کا نوٹس لینے کے بجائے ان کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ ؎ پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے۔

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان
26 اپریل 2012ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

# مختلف شخصیات، واقعات اور اپنی ذات کے متعلق
# مرزا قادیانی کے چالیس جھوٹ

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی

**جھوٹ نمبر:۱**

ہم نے صدہا طرح کے ظہور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کی فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا (براہین احمدیہ روحانی خزائن، جلد:۱،ص:۶۶،۶۷)

**تجزیہ:**

براہین احمدیہ میں صداقت اسلام کے تین سو دلائل کہاں لکھے ہیں؟ یا تو قادیانی دکھائیں یا مرزا کا جھوٹا ہونا مان لیں۔

**جھوٹ نمبر:۲**

ان براہین کے بیان میں جو قرآن شریف کی حقیقت اور افضلیت پر بیرونی شہادتیں ہیں (براہین احمدیہ روحانی خزائن، جلد:۱،ص:۱۱۶)

**تجزیہ:**

وہ بیرونی شہادتیں دکھائی جائیں کہ براہین احمدیہ میں کہاں لکھی ہیں؟

**جھوٹ نمبر:۳**

یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے (توضیح مرام روحانی خزائن، جلد:۳،ص:۵۲)

**تجزیہ:**

ایلیا حضرت الیاس علیہ السلام کا عبرانی نام ہے مگر مرزا قادیانی نے اسے حضرت ادریس علیہ السلام کا نام بتایا ہے۔

**جھوٹ نمبر:۴**

میری کتابوں کو حرامزادوں کے علاوہ سب مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن، جلد:۵،ص:۵۴۷،۵۴۸)

**تجزیہ:**

جب سے یہ کائنات بنی ہے یہ ضابطہ طے ہے کہ حلال زادہ یا حرام زادہ ہونے کا تعلق ہر انسان کی والدہ کے افعال سے ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی نے یہ نیا ضابطہ ایجاد کیا ہے کہ اس کی کتب سے محبت نہ رکھنے والے حرام زادے ہیں۔

**جھوٹ نمبر:۵**

بٹالوی صاحب کا رئیس المتکبرین ہونا صرف میرا ہی خیال نہیں بلکہ کثیر گروہ مسلمانوں کا اس پر شہادت دے رہا

ہے۔(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن، جلد:۵،ص:۵۹۹)

اس عبارت میں دو جھوٹ ہیں۔(ا) مولانا بٹالوی پر رئیس المتکبرین ہونے کا الزام (۲) یہ دعویٰ کہ ان کے متکبر ہونے کے کثیر تعداد مسلمان گواہ ہیں۔ مولانا بٹالوی کے متعلق مسلمانوں کی گواہیاں خلافت لائبریری میں اگر موجود ہیں تو سو سال گزر گئے وہ منظر عام پر کیوں نہیں آئیں۔

جھوٹ نمبر:٦

آتھم کے عقیدہ تثلیث کی وجہ سے میں نے پیش گوئی کی تھی (مفہوم عبارت جنگ مقدس روحانی خزائن، جلد:٦،ص:۲۹۱،۲۹۲)

تجزیہ:

مرزا قادیانی نے اپنے مذکورہ بیان کی خود ہی تردید کر دی ہے اور لکھا ہے کہ ''پیش گوئی کی بنا یہی تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا (کشتی نوح روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:٦)

جھوٹ نمبر:۷

دابۃ الارض سے علماء سو مراد ہیں (حمامۃ البشریٰ روحانی خزائن، جلد:۷،ص:۳۰۸)

تجزیہ:

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی دوسرے دعوؤں کی طرح بے بنیاد ہے۔

جھوٹ نمبر:۸

پس اے حق کے طالبو! یقیناً سمجھو کہ ہاویہ میں گرنے کی پیش گوئی پوری ہوگئی اور اسلام کی فتح ہوئی اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی (انوار الاسلام روحانی خزائن، جلد:۹،ص:۷)

تجزیہ:

مرزا کا یہ دعویٰ کہ عیسائیوں کو ذلت پہنچی اس کی اپنی تحریر سے غلط ثابت ہو رہا ہے وہ لکھتا ہے: ''انہوں نے پشاور سے لے کر الہ آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کیے'' (روحانی خزائن، جلد:۱۲،ص:۵۴)

کہی　　کیسی　　!　　استاد　　لا　　ہاتھ

اگر عیسائیوں کا جلوس نکالنا ذلت ہے تو قادیانی بتائیں کہ عزت کسے کہتے ہیں؟

جھوٹ نمبر:۹

اب جو شخص...... ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں (انوار الاسلام روحانی خزائن، جلد:۹،ص:۳۱)

تجزیہ:

حلال زادہ ہونے کے اس قادیانی معیار پر ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں کہ مسلّمہ عالمی قوانین کی رو سے یہ جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر:۱۰

ہم باوا صاحب کی کرامت کو اسی جگہ مانتے ہیں اور قبول کرتے ہی کہ وہ چولہ ان کو غیب سے ملا اور قدرت کے ہاتھ نے اس پر قرآن شریف لکھ دیا (ست بچن روحانی خزائن، جلد:۱۰،ص:۱۹۲)

تجزیہ:

مرزا قادیانی نے اپنے مذکورہ دعویٰ کی اس طرح تردید کر دی ہے اور لکھا ہے ”پس یہ بات صحیح ہے کہ باوا صاحب کے مرشد نے جو مسلمان تھا یہ چولہ ان کو دیا تھا (نزول المسیح روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۵۸۳)

جھوٹ نمبر:۱۱

وہ مباہلہ درحقیقت میری درخواست سے نہیں تھا اور نہ میرا اس میں مدعا تھا کہ عبدالحق پر بددعا کروں اور نہ میں نے بعد مباہلہ کبھی اس بات کی طرف توجہ کی (انجام آتھم روحانی خزائن، جلد:۱۱،ص:۳۰۵ حاشیہ)

تردید:

مرزا قادیانی نے اپنے مذکورہ دعویٰ کی نفی اس طرح کی ہے ”صدہا مخالف مولویوں کو مباہلہ کے لیے بلایا گیا جن میں سے عبدالحق غزنوی میدان میں نکلا اور مباہلہ کیا (نزول المسیح روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۵۷۲)

جھوٹ نمبر:۱۲

(آتھم کے متعلق) اور وہ ہمارے آخری اشتہار سے جو اتمام حجت کی طرح تھا سات ماہ کے اندر فوت ہو گیا (سراج منیر روحانی خزائن، جلد:۱۲،ص:۸)

تجزیہ:

مرزا قادیانی نے اپنے مذکورہ دعویٰ کی خود ہی تردید کر دی ہے وہ لکھتا ہے (آتھم) میرے آخری اشتہار سے پندرہ مہینہ کے اندر مر گیا (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، جلد:۲۲،ص:۲۱۶ حاشیہ)

جھوٹ نمبر:۱۳

امام مالک صریح اور صاف لفظوں سے وفات عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح فرماتے ہیں (کتاب البریہ روحانی خزائن، جلد:۱۳،ص:۲۲ حاشیہ)

جھوٹ نمبر:۱۴

امام ابن حزم صریح اور صاف لفظوں سے وفات عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح فرماتے ہیں (کتاب البریہ روحانی خزائن، جلد:۱۳،ص:۲۲ حاشیہ)

جھوٹ نمبر:۱۵

امام بخاری صریح اور صاف لفظوں سے وفات عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح فرماتے ہیں (کتاب البریہ روحانی خزائن، جلد:۱۳،ص:۲۲ حاشیہ)

**جھوٹ نمبر ۱۶**

مفسر ابن تیمیہ صریح اور صاف لفظوں سے وفات عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح فرماتے ہیں (کتاب البریہ روحانی خزائن، جلد:۱۳، ص:۲۲ حاشیہ)

**جھوٹ نمبر ۱۷**

ابن قیم صریح اور صاف لفظوں سے وفات عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح فرماتے ہیں (کتاب البریہ روحانی خزائن، جلد:۱۳، ص:۲۲ حاشیہ)

**جھوٹ نمبر ۱۸**

شیخ محی الدین ابن العربی صریح اور صاف لفظوں سے وفات عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح فرماتے ہیں (کتاب البریہ روحانی خزائن، جلد:۱۳، ص:۲۲ حاشیہ)

**تجزیہ:**

مرزا قادیانی نے مذکورہ اکابر کی طرف وفات مسیح علیہ السلام کی نسبت کر کے چھے جھوٹ بولے ہیں، علامہ زاہد الکوثری، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور دیگر اکابر نے ان الزامات کی خوب قلعی کھولی ہے۔

**جھوٹ نمبر: ۱۹ تا ۲۲**

امام مالک بھی اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور مر گئے اور (۱) امام اعظم اور (۲) (۳) امام احمد اور امام شافعی ان کے قول کو سن کر اور خاموشی اختیار کر کے اسی قول کی تصدیق کر رہے ہیں (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن، جلد:۱۷، ص:۱۶۴)

**تجزیہ:**

ائمہ اربعہ پر مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل ہیں۔ اکابرین امت اس موضوع پر بے شمار کتابیں لکھ چکے ہیں

**جھوٹ نمبر: ۲۳**

میرے رسالہ تحفہ گولڑویہ اور تحفہ غزنویہ کو آپ لوگ صرف دو گھنٹہ کے اندر بہت غور اور تامل سے پڑھ سکتے ہیں (اربعین نمبر:۲، روحانی خزائن، جلد:۱۷، ص:۳۷۰)

**تجزیہ:**

تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن میں ۳۱۶ صفحات پر اور تحفہ غزنویہ ۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ مجموعی طور پر ۳۷۶ صفحات کو غور وخوض سے دو گھنٹے میں پڑھنا کیا ممکن ہے؟ اگر یہ جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

**جھوٹ نمبر: ۲۴**

مولوی غلام دست گیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے (اربعین نمبر:۳، روحانی خزائن، جلد:۱۷، ص:۳۹۴)

تجزیہ:

ان دونوں بزرگوں کے متعلق یہ ثابت نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے لکھا ہو کہ مرزا قادیانی ہم سے پہلے مرے گا، اگر قادیانیوں کے پاس کوئی ثبوت ہے تو شائع کریں۔

جھوٹ نمبر:۲۵

وانّی سمّیتہ اعجاز المسیح وقد طبع فی مطبع ضیاء الاسلام فی سبعین یوماً من شھر الصیام

ترجمہ: میں نے اس کتاب کا نام اعجاز المسیح رکھا ہے جو کہ ضیاء الاسلام پریس میں رمضان المبارک کے ستر دنوں میں چھپی (ٹائیٹل اعجاز المسیح روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۱)

تجزیہ:

کیا قادیان میں رمضان المبارک کے ستر دن ہوتے تھے؟ قادیانی اپنی خلافت لائبریری کی مدد سے نئی تحقیق پیش کریں اور انعام پائیں۔

جھوٹ نمبر:۲۶

اللہ تعالیٰ میرے قلم اور تحریر کو خطا سے محفوظ رکھا ہے (اعجاز المسیح روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۱۹۸)

تجزیہ:

مرزا قادیانی نے لکھا

(۱) رمضان المبارک کے ستر دن ہیں...... (روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۱)

(۲) صفر چوتھا مہینہ ہے...... (روحانی خزائن، جلد:۱۵،ص:۲۱۸)

قادیانی صاحبان خود ہی انصاف کریں کہ یہ خطا ہے یا درست ہے؟ اگر خطا ہے تو مذکورہ دعویٰ غلط ٹھہرا اور اگر درست ہے تو صحت کی دلیل درکار ہے۔

جھوٹ نمبر:۲۷

اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تا کہ تم سمجھو کہ قادیان اسی لیے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا (دافع البلاء روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۲۲۵،۲۲۶)

تجزیہ:

قادیان طاعون سے محفوظ نہ رہا...... ثبوت کے لیے مکتوبات احمد جلد دوم اور اصحاب احمد میں نواب محمد علی خان کی سوانح کافی ہیں۔ نمونہ کے طور پر درج ذیل اقرار ملاحظہ فرمائیں۔

”اور پھر طاعون کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا (حقیقۃ الوحی، جلد:۲۲،ص:۸۷ حاشیہ)

معلوم ہوا کہ مرزا کا دعویٰ رسالت اور قادیان کا طاعون سے محفوظ رہنا ایک مغالطہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

**جھوٹ نمبر:۲۸**

یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ مسیح دجّال کو بمقام لد ایک ہی ضرب سے قتل کریں گے اس میں لد سے مراد لدھیانہ ہے جیسا کہ ذہین لوگوں سے مخفی نہیں ہے (الہدی والتبصرہ لمن یری روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۳۴۱ حاشیہ)

**تجزیہ:**

یہ ایسا جھوٹ ہے جو کہ کسی تجزیہ کا محتاج نہیں ہے

**جھوٹ نمبر:۲۹**

میں انگریزی نہیں جانتا اس کوچہ سے بالکل ناواقف ہوں ایک فقرہ تک مجھے معلوم نہیں (نزول المسیح روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۵۱۶)

**تجزیہ:**

مرزا قادیانی کے اس کذب کی تردید اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے کردی ہے وہ لکھتا ہے کہ مرزا صاحب نے ڈاکٹر امیر شاہ صاحب سے انگریزی کی ایک دو کتابیں پڑھیں تھیں (سیرت المہدی، حصہ اوّل،ص:۱۴۱، روایت نمبر:۱۵۰ طبع جدید)

**جھوٹ نمبر:۳۰**

جس کا لاش اس تصویر میں دیکھ رہے ہو یہ ایک ہندو متعصب آریہ دشمن اسلام تھا جس نے میری نسبت اپنی کتب میں پیش گوئی کی تھی کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ سے مرجائے گا اور میں نے بھی اس کی نسبت پیش گوئی کی تھی کہ چھے برس تک چھری سے مارا جائے گا (نزول المسیح روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۵۵۳)

**تجزیہ:**

مرزا قادیانی کی اصل پیش گوئی یہ ہے ''اگر اس شخص پر چھے برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن، جلد:۵،ص:۲۵۰،۲۵۱)

اصل پیش گوئی میں خارق عادت عذاب کا ذکر تھا جب لیکھرام چھری سے مارا گیا تو فوراً مرزا نے لکھ دیا کہ میں نے اس کے چھری سے مارے جانے کی پیش گوئی کی تھی۔

**جھوٹ نمبر:۳۱**

اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیّت میں مَیں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا (کشتی نوح روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:۵۰)

**تجزیہ:**

انسانی تاریخ کا یہ عجوبہ ہے کہ ایک شخص مرد سے عورت بن جائے، پھر اسے حمل ہوا اور وہ بچہ جنے اور بچہ وہ خود ہی

ہوخود سے خود پیدا ہونا کیا ممکن ہے؟

احقر نے ایک مرزائی مربّی سے مذکورہ سوال پوچھا تو وہ مسکرا کر کہنے لگا کہ مولوی صاحب! یہ بات آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی اس لیے میں اس موضوع پر بات نہیں کروں گا حقیقت یہ ہے کہ اس کے پاس جواب تھا ہی نہیں۔

**جھوٹ نمبر:۳۲**

عرب اور عجم کے اڈیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس پیش گوئی کا ظہور ہے جو قرآن و حدیث میں ان لفظوں سے بیان کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے (اعجاز احمد روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:۱۰۸)

**تجزیہ:**

قرآن وحدیث سے مسیح موعود کے وقت ریل تیار ہونے کا تذکرہ دکھایا جائے تو منہ مانگا انعام دیا جائے گا

**جھوٹ نمبر:۳۳**

آتھم کی موت ایک بڑا نشان تھا جو پیش گوئی کے مطابق ظہور میں آیا۔ باراں برس پہلے براہین احمدیہ میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا گیا تھا اور ایک حدیث بھی اس واقعہ کی خبر دے رہی تھی (اعجاز احمدی روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:۱۰۸)

**تجزیہ:**

براہین احمدیہ میں سے عبداللہ آتھم کی پیش گوئی دکھائی جائے ورنہ جھوٹ ہونے کا اقرار کیا جائے۔

**جھوٹ نمبر:۳۴**

(مولانا ثناء اللہ امرتسری کے متعلق) وہ دو دو آنہ کے لیے در بدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کا قہر نازل ہے اور مُردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے (اعجاز احمدی روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:۳۲)

**تجزیہ:**

مولانا ثناءاللہ صاحب کا اپنا پرنٹنگ پریس تھا، معقول آمدنی میسر تھی ان کے متعلق مذکورہ دعویٰ جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟

**جھوٹ نمبر:۳۵**

دیکھو تفسیر ثنائی کہ اس میں بڑے زور سے ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہی معنی ہیں مگر صاحب تفسیر لکھتا ہے کہ ابو ہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے اور اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے ابو ہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن، جلد:۲۱،ص:۴۱۰)

**تجزیہ:**

تفسیر ثنائی کی تعیین میں دو احتمال ہیں۔(۱) قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی تفسیر (۲) مولانا ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر

ہم پوری ذمہ داری سے کہتے ہیں کہ کسی تفسیر میں بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ توہین نہیں لکھی ہوئی جو کہ مرزا قادیانی نے ان کی طرف منسوب کی ہے۔

جھوٹ نمبر:۳۶

مجھے شکم مادر میں ہی نبوّت عطا کی گئی (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، جلد:۲۲،ص:۷۰)

تجزیہ:

مذکورہ عبارت جھوٹ اور محض دعویٰ ہے اور جھوٹ نمبر ۳۹ میں مذکورہ دعویٰ سے متصادم ہے۔

جھوٹ نمبر:۳۷

**الخطاب الملیح فی تحقیق المهدی و المسیح** جو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی خرافات کا مجموعہ ہے۔(صحیفہ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن، جلد:۲۱،ص:۳۷۱)

تجزیہ:

**الخطاب الملیح** حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرّہٗ کی تصنیف ہے جو کہ احتسابِ قادیانیت میں چھپ چکی ہے، اسے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی تصنیف کہنا جھوٹ بھی ہے اور جہالت بھی۔

جھوٹ نمبر:۳۸

میں نے طاعون پھیلنے کے لیے دعا کی ہے سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی ہے (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، جلد:۲۲،ص:۲۳۵)

تجزیہ:

مرزا قادیانی کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ''دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر'' (روحانی خزائن، جلد:۱۷،ص:۳۴۴)

پھر ہند میں طاعون پھیلنے کی دعا کیوں کی اور اسے اپنی صداقت کی دلیل کیوں ٹھہرایا گیا؟

جھوٹ نمبر:۳۹

مجھے حضوع علیہ السلام کی اتباع سے نبوت ملی ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، جلد:۲۲،ص:۵۰۳)

تجزیہ:

مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ مجھے حضور علیہ السلام کی اتباع سے نبوت ملی ہے، جھوٹ نمبر ۳۶ کے زیرِ عنوان دعویٰ سے متصادم ہے قادیانیوں کو کسی ایک دعویٰ کو لازماً غلط کہنا پڑے گا۔ ہمارے نزدیک تو دونوں دعوے ہی غلط ہیں۔

جھوٹ نمبر:۴۰

جتنے لوگ مباہلہ کرنے والے ہمارے سامنے آئے سب ہلاک ہوئے (چشمہ معرفت روحانی خزائن، جلد:۲۳،ص:۳۳۲)

تجزیہ:

اگر مذکورہ دعویٰ سچ ہے تو قادیانی بتائیں کہ مولوی عبدالحق غزنوی (جنھوں نے مرزا قادیانی سے مباہلہ کیا تھا) مرزا قادیانی کی زندگی میں ہلاک کیوں نہ ہوئے؟

# قاری محمد آصف کا حلفیہ بیان
# ترکِ قادیانیت اور قبولِ اسلام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ
وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَاء، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم
مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّيْن
قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ ، اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّيْنَ لَا نَبِىَّ بَعْدِى
صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه
اَشْهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُه
لَا نَبِىَّ بَعْدَهٗ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدَهٗ وَلَا اُمَّةَ بَعْدَ اُمَّتِهٖ

**میں مسمی محمد آصف ولد اللہ دتہ سکنہ محلّہ شاہ غوث آباد سورج میانی ملتان**

بقائمیٔ حواس اس بات کا حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ میں قادیانیت سے علی الاعلان توبہ، بیزاری اور برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ میں حلفاً اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتا ہوں اور حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی و رسول مانتا ہوں اور آپ کے بعد ہر قسم کے ظلی و بروزی نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو کافر مانتا ہوں نیز مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان پر حیات کا اقرار اور انکے قیامت سے پہلے زمین پر نزول پر ایمان رکھتا ہوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو تمام دعاوی میں جھوٹا مانتا ہوں اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار قادیانی اور لاہوری گروپ دونوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور ان پر لعنت بھیجتا ہوں اللہ تعالیٰ میری قادیانیت سے توبہ کو قبول فرمائیں اور مجھے راہ حق پر استقامت عطاء فرمائیں آمین

۲۴ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ ...... ۱۸ مارچ ۲۰۱۲ء / بموقع سالانہ احرار ختم نبوت کانفرنس لاہور

---

نوٹ: جناب قاری محمد آصف آٹھ برس قبل تشکیک کا شکار ہو کر قادیانی ہوگئے تھے۔ وہ قادیانی جماعت ملتان کے ناظم مالیات تھے۔ گزشتہ دو برس سے مرزا قادیانی کی کتابوں کے باقاعدہ مطالعہ کے دوران ذہن میں کئی سوالات ابھرے جن کا قادیانیوں کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اسی دوران معروف محقق و مدرس خواجہ ابوالکلام صدیقی صاحب کے ساتھ گفتگو کا آغاز کیا اور اپنے اشکالات پیش کیے۔ خواجہ صاحب کے مدلّل جوابات سے اطمینانِ قلب حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہدایت کی روشنی مل گئی بھائی محمد آصف نے ۱۸ مارچ ۲۰۱۲ء کو دفتر احرار لاہور میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس کے اجتماع عام میں درج بالا حلفیہ بیان پڑھا اور آئندہ زندگی تحفظِ ختم نبوت کے مشن کے لیے وقف کرنے کا اعلان کیا۔ ان کی مختصر تقریر اور حلفیہ بیان **www.messagetv.tv** پر بھی دیکھا اور سنا جاسکتا ہے۔ آئندہ اشاعت میں ان کی اپنی تحریر شامل ہوگی ان شاء اللہ (ادارہ)

ادارہ

# اخبار الاحرار

## دوروزہ احرار ورکرز کنونشن و احرار ختمِ نبوت کانفرنس

رپورٹ: عین الزمان عادل

مجلس احرارِ اسلام کے زیرِ اہتمام تحریک مقدّس تحفظِ ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء کے شہدائے خوش نہاد کے تذکار میں ہر سال مارچ کے مہینہ میں محافل ومجالس برپا کی جاتی ہیں۔ اِمسال اس مبارک موقع پر مجلس احرارِ اسلام لاہور نے دوروزہ تربیتی ورکرز کنونشن کو بھی پروگرام میں شامل کرلیا۔ چنانچہ ۱۸/۱۷ مارچ بروز ہفتہ اتوار کو دفتر احرار C\69 حسین اسٹریٹ نیو مسلم ٹاؤن اس پروگرام کا انعقاد ہوا جس میں قائد احرار حضرت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم، مدیر الاحرار جناب ابنِ ابوذر حافظ سید محمد معاویہ بخاری، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور ملک کے طول وعرض سے احرار کارکنان اور ذمہ داران نے والہانہ شرکت کی۔ پنڈال اور دفتر کو قائدین و اکابرین احرار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، مفکرِ احرار چودھری افضل حق، ضیغمِ احرار شیخ حسام الدین، جناب ماسٹر تاج الدین انصاری، آغا شورش کاشمیری، جناب جانباز مرزا، مولانا محمد علی جالندھری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، جانشین امیر شریعت امام سید ابو معاویہ ابوذر بخاری، جناب مرزا محمد حسن چغتائی، مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہم اللہ اور موجودہ رہنمایانِ احرار کے اقوال کے بینرز اور پینا فلیکس سے سجایا گیا تھا۔ ان پینا فلیکس کو تمام مندوبین اپنے پاس نوٹ کرتے اور تصویریں بناتے رہے۔ اظہارِ خیال اور تجاویز کی نشست میں کئی مہمانوں نے درخواست کی کہ ان اقوال کو جمع کر کے رسالہ کی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ کنونشن کی کارروائی کا آغاز ۱۷/ مارچ ۲۰۱۲ء کو دوپہر ۲ بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد جماعت کے نائب امیر جناب سید محمد کفیل بخاری نے خطاب فرمایا اور احرار کے فکری پس منظر اور اعتقادی ونظریاتی بنیادوں پر تاریخ احرار کی روشنی میں گفتگو کی۔ آپ نے جماعتِ احرار کی ۸۵ سالہ زندگی میں اکابر واصاغر کی جرأت وسرشاری اور حق گوئی وحق پژوہی کے خوش نما تذکروں سے اپنی تقریر کو مرصع کیا۔ ان کے بعد بزرگ احرار رہنما اور مجلس کے نائب امیر جناب پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب نے تحریکی کارکنوں کے لیے مقصدیت کی اہمیت اور کامیابی وناکامی کے معیار کے عنوان پر مختصر خطاب کیا۔ اس کے بعد پہلی نشست کے اختتام کا اعلان کر دیا گیا۔ دوسری نشست کا آغاز نماز مغرب کے بعد ہوا۔ نشست کا افتتاح لاہور میں جماعتِ احرار کے مرکزی رہنما اور ماہنامہ الاحرار کے مسئول جناب قاری محمد یوسف احرار صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ اس نشست کے خصوصی مقرر ماہنامہ الشریعہ کے مدیر اور جامعہ نصرۃ العلوم کے شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی تھے۔ مولانا کے خطاب کا موضوع تاریخ اسلامی میں داعی کے کردار اور اس کے تناظر میں آج کے تحریکی کارکن کا لائحہ عمل تھا۔ یہ خطاب بہت زیادہ اہمیت کا حامل اور معلومات سے بھرپور تھا اور سامعین کے لیے فکر وعمل کے کئی زاویے روشن کرنے کا سبب بنا۔ حضرت مولانا نے اکابر علمائے حق کی داعیانہ سیرتوں کے مطالعے اور ان سے اکتسابِ فیض کو اہمیت پر بہت زور دیا اور احرار کارکنوں کو نصیحت کی کہ وہ تاریخ اسلامی میں دعوت وعزیمت کے تسلسل کو اپنے مطالعے کا جز بنالیں۔ نماز عشاء کے بعد نظریہ

حریت اسلامی سے وابستہ تحریک طلباء اسلام کے نوجوانوں کا اجتماع شروع ہوا۔ اس اجتماع کی صدارت جناب پروفیسر خالد شبیر احمد صاحب نے کی اور طلباء کی سرپرستی کے لیے اسٹیج پر جناب سید محمد کفیل بخاری، جناب حافظ سید محمد معاویہ بخاری، جناب صوفی نذیر احمد (ملتان)، جناب حاجی عبدالقدیر بٹ (لاہور) جناب عبدالکریم قمر (کمالیہ) جناب الطاف الرحمٰن بٹالوی، جناب محمد خاور بٹ (گوجرانوالہ) جیسے حضرات جلوہ افروز تھے۔ تقریب میں خطبۂ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے لاہور سے تحریک کے رفیقِ فکر جناب محمد عمیر چیمہ نے طلباء کے مسائل اور ان کی دینی وفکری ضروریات نیز تحریک طلبائے اسلام کے تعارف اور مختصر تاریخ سے بھی آگاہ کیا۔ حسن افضال صدیقی نے نعت اور ترانۂ احرار پیش کیا تقریب کی نقابت کے فرائض فیصل آباد سے تحریک کے ساتھی جنید بن زاہد نے سرانجام دیے۔ ان کے بعد چیچہ وطنی سے آنے والے طالب علم قاضی ذیشان آفتاب نے اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام اور انسانوں کے بنائے ہوئے نظاموں کے باہمی تقابل وتعارف پر سیر حاصل گفتگو کی۔ چیچہ وطنی سے ہی تحریک کے کارکن محمد معاویہ شریف نے شہدائے ختمِ نبوّت کی شان میں مدحیہ نظم پڑھی۔ نوجوان مقرر محمد قاسم چیمہ نے عالمی سامراج کی اسلام دشمنی کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے اس نکتہ پر بحث کی کہ عالمی استعمار اور سامراج کی سازشوں اور استبدادی کارروائیوں کا واحد نشانہ اسلامی ممالک ہی کیوں ہیں۔ اُن کے بعد ملتان سے نوجوان عالمِ دین جناب سید عطاء المنان بخاری نے راہِ حق میں آنے والی مشکلات ومصائب کی اہمیت اور اہلِ عزیمت کا اس حوالے سے کردار کے موضوع پر ایمان افروز معلوماتی تقریر کی۔ اس کے بعد ملتان سے ہی تحریک طلباء اسلام کے رہنما مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی نے طلباء میں دینی کام کرنے کے لائحہ عمل کے عنوان پر مختصر خطاب کیا۔ انہوں نے سیرت طیبہ اور خیر القرون میں نوجوانوں کے کارناموں اور اہمیت پر روشنی ڈالی نیز تحریک طلبائے اسلام کے دنیا سے رخصت ہونے والے رہنمایان وکارکنان جناب محمد عباس نجمی مرحوم، جناب حافظ یوسف سیال، جناب پروفیسر محمود الحسن قریشی، جناب سید محمد ذوالکفل بخاری رحمہم اللہ اور دیگر مرحومین کی یادگیری اور دعائے مغفرت بھی کی۔ تقریب کا اختتام جناب سید محمد کفیل بخاری کے اختتامی کلمات سے ہوا جن میں انہوں نے خاص نوجوانوں اور طلباء سے مخاطب ہوکر انہیں عزم وہمت، رسوخ فی العلم، تربیت وارشاد اور ثابت قدمی کی صفات حمیدہ اختیار کرنے کے طریقوں کے بارے میں بتایا۔ اگلے دن ۱۸؍ مارچ ۲۰۱۲ صبح دن کا آغاز مجلس احرارِ اسلام کے شعبہ تبلیغ کے ناظم جناب مولانا محمد مغیرہ کے درسِ قرآن سے ہوا جس میں حضرت مولانا نے قرآن مجید کی روشنی عقیدہ ختمِ نبوّت کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو فرمائی اور قرآنی آیتوں پر کیے جانے والے قادیانی اعتراضات وشبہات کے صریح جوابات پیش فرمائے اور مرزائی اشکالات کو دور کیا نیز اس موقع پر بعض سامعین کے سوالات کے تسلّی بخش جواب بھی عطا فرمائے۔ صبح صبح تقریباً دس بجے پرچم کشائی کی یادگار اور باوقار تقریب کا انعقاد ہوا۔ جس کا آغاز سید عطاء المنان بخاری کی تلاوت سے ہوا۔ اس جذباتی موقع پر نوخیز خوش نوا حسن افضال صدیقی نے پرچم احرار کے عنوان پر خوبصورت نظم اور ترانہ پیش کیا۔ تکبیر وعقیدۂ ختمِ نبوّت اور دفاع وطن کے عزم سے بھرپور جوشیلے نعروں کی گونج میں قائد احرار جناب سید عطاء المہیمن بخاری اور دیگر زعمائے احرار نے اسلامی جمہوریہ پاکستان اور مجلس احرارِ اسلام کے جھنڈوں کو ڈوری کھینچ کر فضا میں بلند کیا۔ یہ ایک غیر معمولی نظارہ تھا۔ کئی احرار کارکنان اس موقع پر جذبات سے مغلوب ہوکر آبدیدہ ہوگئے۔ قائدِ احرار نے خطاب کرتے ہوئے حاضرین کو بتایا کہ کیسے انہوں نے ۱۹۵۸ء میں ملتان میں اپنے عظیم المرتبت والدِ ماجد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدّس سرۂ کو پرچم کشائی کرتے ہوئے دیکھا اور پھر اس کے بعد مختلف ادوار میں مختلف قائدینِ احرار خصوصاً اپنے عالی قدر برادران گرامی امامِ اہلِ

سنّت سید ابو معاویہ بخاری اور محسنِ احرار حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری نور اللہ مرقدہما کو پرچم احرار فضاؤں میں لہراتے ہوئے دیکھا۔انہوں نے اس مقدّس فریضے کو انتقالِ امانت اور فکری وراثت کی منتقل سے تعبیر کیا۔اور مختصر خطاب میں فرمایا کہ اللہ کی دھرتی پر اللہ کا نظام ہی ہماری حفاظت کا ضامن ہے۔مجلس احرارِ اسلام حکومت الٰہیہ کے نفاذ اور استعمار دشمنی کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آئی تھی۔اکابر احرار نے پچاسی برس قبل اسی لاہور میں سرخ پرچم لہرایا تھا اور پھر اسے تھام کر جاں باز مجاہدوں اور سرفروش عُشّاق کا ایک قافلہ تیار کیا۔ قافلۂ احرار نے اسی پرچم کے زیرِ سایہ احیائے اسلام اور مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے درجنوں تحریکیں چلائیں اپنی جوانیاں اور زندگی کی تمام توانائیاں اس راہ میں مکمل اخلاص کے ساتھ خرچ کردیں۔ہزاروں سرخ پوش اسی پرچم کو تھامے ہوئے عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفظ کے لیے اپنی جانیں وار گئے۔مجلس احرارِ اسلام ایک امانت ہے جو میرے پیش رو اکابر نے میرے سپرد کی اور آج یہ امانت میں اپنے رفقاء کے حوالے کر رہا ہوں۔احرار کارکنو! اس پرچم کو بلند رکھنا اور اس کے سائے میں دین کی محنت جاری رکھنا زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں، کس نے کب جانا ہے لیکن دین کا کام باقی رہے گا اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے حکومتِ الٰہیہ کے قیام کی جدوجہد جاری و ساری رہے گی۔اس روح پرور اور ایمان افروز تقریب کے بعد کنونشن کی آخری نشست کا آغاز ہوا جناب عبداللطیف خالد چیمہ ناظم اعلیٰ مجلس احرارِ اسلام کی صدارت میں ہوا۔مجلس احرارِ اسلام کے ناظم نشریات جناب میاں محمد اویس نے شورش کاشمیری مرحوم کی مشہور نعت ”ہم پہ ہو تیری رحمت جم جم صلی اللہ علیہ وسلم“ کے اشعار ترنم کے ساتھ سنائے۔یہ نشست خصوصیت کے ساتھ مدیر الاحرار ابنِ ابوذر جناب حافظ سید محمد معاویہ بخاری مدظلہ کے افکار و معروضات کے لیے مختص کی گئی تھی۔چنانچہ مختصر افتتاحی خیر مقدمی و تعارفی کلمات کے بعد جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب نے مائیک ان کے حوالے کر دیا۔اس خصوصی نشست میں مدیر ”الاحرار“ مدظلہ نے دورِ جدید میں داعی کے لیے درکار صلاحیتوں کے عنوان پر تفصیلی اور سیر حاصل گفتگو فرمائی۔انہوں نے جدید دور کے فتنوں اور ان کے مقابلے کے لیے درکار عزم و ثبات اور کردار کی مضبوطی کے حوالے سے تاریخِ اسلام اور تاریخِ احرار سے مربوط کرتے ہوئے مختلف واقعات بیان فرمائے اور کئی اہم نکات کا استنباط کیا۔جناب سید محمد معاویہ بخاری مدظلہ کے اس پر مغز خطاب مستطاب کے بعد ملک طول و عرض سے آنے والے مندوبین کارکنان و ذمہ داران کے اظہارِ خیال کی تقریب منعقد ہوئی جس میں بزرگ احرار رہنما مولانا عبدالغفار سیال (جھنگ) حافظ محمد اسماعیل (ٹوبہ ٹیک سنگھ) قاری عبدالعزیز احرار (بہاول پور) صوفی عبدالشکور (بورے والا) محمد نعیم ناصر (حاصل پور) شیخ مظہر سعید (اوکاڑہ) شیخ الطاف الرحمٰن بٹالوی، جناب محمد خاور بٹ (گوجرانوالہ) رانا حبیب اللہ (لاہور) بھائی اشرف علی احرار (فیصل آباد) مولانا منظور احمد (چیچہ وطنی) مفتی عطاء الرحمٰن قریشی (کراچی) جناب عبدالکریم قمر (کمالیہ) مولانا کریم اللہ (رحیم یار خان) اور مولانا تنویر الحسن (تلہ گنگ) سمیت دیگر مندوب حضرات نے اپنے تأثرات و خیالات اور تجاویز و آراء کا اظہار کیا۔ان تجاویز کی روشنی میں آئندہ چھے ماہ کے لیے جماعت کی پالیسی تشکیل دیتے ہوئے ملک بھر میں علاقائی سطح پر تربیتی کنونشنز کا انعقاد کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور طے پایا کہ دو سال بعد سنہ ۲۰۱۴ء میں ملتان میں مرکزی سطح کے بھرپور ورکرز کنونشن کا اہتمام کیا جائے گا۔اس نشست اور ورکرز کنونشن کا اختتام حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری کی بابرکت دعا کے ساتھ ہوا۔اسی روز مغرب کی نماز کے بعد قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی زیرِ صدارت عظیم الشان ختمِ نبوّت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں حضرت پیر جی دامت برکاتہم کے علاوہ جناب عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، جے یو آئی (س) کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی، عالمی مجلس

تحفظِ ختمِ نبوّت لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن، جماعت اسلامی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مرکزی جمعیت اہل حدیث کے علّامہ زبیر احمد ظہیر، پاسبانِ ختمِ نبوّت کے علّامہ محمد ممتاز اعوان، انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ کے رہنما قاری محمد رفیق، آزاد جموں وکشمیر مسلم کانفرنس کے رہنما مولانا محمد شفیع جوش، مولانا محمد یونس ریحان، قاری فداء الرحمٰن اور دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا۔ مجلس احرار لاہور کے کارکن جناب قاری عطاء الرحمٰن نے تلاوت کلام پاک سے تقریب کا آغاز کیا اور جناب سید عزیز الرحمٰن شاہ نے ہدیۂ نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ قائدِ احرار نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ چناب نگر میں حکومتی ادارے سرچ آپریشن کریں تو بہت خطرناک انکشافات سامنے آئیں گے۔ قادیانیوں نے چناب نگر میں اسلحہ کے ڈپو قائم کر رکھے ہیں اور حکومت اس فتنے کی سرپرستی کر رہی ہے۔ مہمانِ اعزاز حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہم نے اپنے خطاب میں جنگِ یمامہ سے لے کر آج تک ہونے والے شہیدانِ ختمِ نبوّت کو شاندار خراجِ تحسین پیش کیا۔ شہدائے یمامہ کی قبور کی زیارت کے بارے میں حضرت مولانا نے ایک بہت عجیب بات سنائی کہ میدان یمامہ میں چاروں طرف زمین قدرتی خاکستری رنگ کی ہے لیکن زمین کا وہ ٹکڑا جہاں شہدائے یمامہ کے اجسادِ مطہرہ مدفون ہیں احرار کی قمیصوں کی طرح باقی زمین سے مختلف اور سرخ رنگ کا ہے۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے قادیانی گروہ کی سیاسی دسیسہ کاریوں اور چالبازیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ اکھنڈ بھارت قادیانیوں کا عقیدہ ہے اور وہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک کو نقصان پہنچانے میں روزِ اوّل سے مشغول ہیں۔ جناب عبداللطیف خالد چیمہ ناظم اعلیٰ مجلس احرارِ اسلام نے کہا کہ کلمۂ اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں پہلا وزیرِ خارجہ ایک غدار ملت قادیانی موسیو ظفر اللہ خان کو بنایا گیا۔ اور جب مسلمانوں نے اپنے بنیادی آئینی حق کے لیے جدوجہد کی تو ملک میں پہلی بار مارشل لا کا جبر استعمال کرتے ہوئے اس تحریک کو دبا دیا گیا اور دس ہزار فرزندانِ توحید کو ڈائرِ ثانی جنرل قاتل اعظم خان نے بے گناہ مسلمانوں گولیوں کی بارش کر دی۔ سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پوری دنیا میں قادیانیت ترک کرنے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور شہدائے ختمِ نبوّت کے صدقے قافلۂ احرار آگے بڑھ رہا ہے۔ ڈاکٹر فرید احمد پراچہ نے کہا کہ شہدائے ختمِ نبوّت تو اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے لیکن حکمرانوں کو وطنِ عزیز پاکستان کی سلامتی سے کوئی دل چسپی نہیں بلکہ انہیں امریکہ سے دھمکیوں اور جھڑکیوں کے ساتھ ملنے والے ڈالر اپنے ایمان اور پاکستان سے زیادہ عزیز ہیں۔

مولانا محمد شفیع جوش نے اپنے خطاب میں آزاد کشمیر اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دینے کے تاریخی موقع کی ایمان افروز روداد بیان کی اور بتایا کہ کشمیری مسلمان خصوصیت کے ساتھ عقیدۂ ختمِ نبوّت کو اپنے وجود کا جواز اور اپنے تحفظ کا ضامن سمجھتے ہیں۔ کانفرنس میں ۸ سال قبل مرتد ہو جانے والے ملتان کے قاری محمد آصف نے قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کرنے کے عوامی اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ بدقسمتی سے وہ قادیانی مغالطّوں کا شکار ہو کر قادیانی ہو گئے تھے۔ محمد آصف نے کہا کہ جب میں نے مرزا قادیانی کی اپنی تصنیفات کو تحقیق کی غرض سے پڑھنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حقیقت منکشف فرما دی۔ انھوں نے مسلمانوں سے اپنے حق میں استقامت اور ایمان پر خاتمے کی دعا کرنے کی اپیل کی۔ کانفرنس میں ایسے عناصر کی شدید مذمت کی گئی جو اپنے مذموم مقاصد کے تحت نو مسلمہ فریال بی بی اور ڈاکٹر حفصہ کو مرتد بنانے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ کانفرنس میں پیر آف بھر چونڈی شریف میاں عبدالحق (ایم این اے) کے جرأت مندانہ کردار پر خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ رات کے تقریباً ڈیڑھ بجے کے قریب حضرت مولانا مفتی محمد حسن کی اختتامی دعا کے ساتھ کانفرنس ختم ہونے کا اعلان کیا گیا۔ جلسہ گاہ کی تزئین و آرائش اور کنونشن و کانفرنس کے انتظامات بہت عمدگی سے کیے گئے تھے اس

کے لیے مجلس احرارِ اسلام کے کارکنان خاص طور پر جناب میاں محمد اویس، جناب قاری محمد یوسف احرار، جناب چودھری افتخار بھٹہ، جناب حاجی عبدالقدیر بٹ، جناب خواجہ محمد ایوب، یاسر قیوم بیگ، مرزا عاطف بیگ، قاری غلام حسین اور بھائی محمد اظہر کی مساعی قابلِ داد ہیں۔

## منصور اعجاز کا خود مسلمان قرار دینا قادیانی فریب کا حصہ ہے، مجلس احرارِ اسلام

کوئٹہ (اسٹاف رپورٹر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ امریکی غلامی سے نکلے بغیر قیامِ امن کے لیے حکومتی دعوے دھوکہ اور فراڈ ہے عالمی استعمار اسلام کی نشاۃ ثانیہ کو روکنے کے لیے قرآن پاک کی توہین کررہا ہے آج کوئٹہ میں دفاع پاکستان کونسل کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والی اے پی سی میں شرکت کے لیے پہنچنے پر علماء کرام اور دینی جماعتوں کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امریکی تسلّط، ڈرون حملوں اور نیٹو سپلائی کے خلاف دفاع پاکستان کونسل کا پلیٹ فارم پوری قوم کے جذبات کی عکاسی کررہا ہے اور ملکی سلامتی وخودمختاری کے حوالے سے اجلاس میں اہم فیصلے کیے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ دفاع پاکستان کونسل صورت حال گھمبیر ہونے کے باوجود مایوس نہیں ہے اور قوم دیکھے گی ہم ملک کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کے دشمنوں سے کس طرح ٹکر لیتے ہیں، متحدہ ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینز اور مجلس احرار کے سیکرٹری جنرل نے کہا کہ ویڈیو لنک کے ذریعے لندن سے اسلام آباد ہائیکورٹ میں میمو اسکینڈل کے بارے میں عدالتی کمیشن میں سکہ بند قادیانی منصور اعجاز کا یہ کہنا کہ میں مسلمان ہوں دراصل قادیانی دجل کی غمازی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی عقیدے کے مطابق وہ کلمہ پڑھتے وقت معاذ اللہ مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا مرزا قادیانی سے خاندانی نسبت رکھنے والے منصور اعجاز کے بارے میں قادیانی جماعت خود تسلیم کرچکی ہے کہ وہ قادیانی ہے۔ انہوں نے حزب اقتدار اپوزیشن جماعتوں سے بھی اپیل کی کہ وہ منصور اعجاز کے اس بیان کا نوٹس لیں اور قادیانی ریشہ دوانیوں کے سدّ باب کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ (روزنامہ جنگ کوئٹہ، ۲۷؍فروری ۲۰۱۲ء)

## بلوچستان کی حقیقی قیادت کے تحفظات دور کیے بغیر پیش رفت نہیں ہوسکتی، مجلس احرارِ اسلام

کوئٹہ (اسٹاف رپورٹر) تحریک ختم نبوّت کے رہنما مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ بلوچستان کو بچانا پاکستان کو بچانا ہے۔ ملک کی بقاء وسلامتی اس عہد کو پورا کرنے میں مضمر ہے جو یہ ملک بنتے وقت کیا گیا تھا اور وہ کلمہ اسلام ہے، یہ کلمہ ہی سب کو ایک رکھ سکتا ہے دفاع پاکستان کونسل کی اے پی سی میں شرکت کے بعد لاہور روانگی سے قبل اخبار نویسوں سے ملاقات میں انہوں نے کہا کہ سابق وموجودہ حکمران بلوچستان کے مسئلہ پر اپنی مرضی کے فیصلے مسلّط کرتے رہے جن سے احساس محرومی اپنی آخری حدوں تک پہنچ چکا ہے۔ امریکی ڈکٹیشن اور عالمی استعمار کی فرماں برداری نے ملک کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کے لیے خطرات بڑھا دیے۔ ایسے میں دینی جماعتوں اور محبّ وطن قوتوں کو اتحاد و یک جہتی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ بلوچستان کی حقیقی قیادت کے تحفظات دور کیے بغیر کوئی مثبت پیش رفت نہیں ہوسکتی۔ پرویز مشرف کے دور کے آمرانہ فیصلوں نے ملکی سلامتی کے سودے کیے۔ موجودہ حکمران پرویز مشرف کے تباہ کن اثرات رکھنے والے فیصلوں پر ہی عمل پیرا ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ دفاع پاکستان کونسل نے قوم پرستوں سے مؤثر رابطے کا فیصلہ کیا ہے اور ۹؍مارچ کو ملک بھر میں یوم یک جہتی بلوچستان منایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام، وطن سے محبت کا درس دیتا ہے اور دفاع پاکستان کونسل امن وسلامتی اور محبت کا پیغام لے کر نکلی ہے۔ (روزنامہ جنگ کوئٹہ، ۲۹؍فروری ۲۰۱۲ء)

## ختمِ نبوّت کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ

ٹوبہ ٹیک سنگھ (10 / مارچ) مجلس احرارِ اسلام کے زیرِ اہتمام مارچ 1953ء کے شہداء کے حوالے سے اجتماعات کا سلسلہ جاری ہے 10 / مارچ کو جامع مسجد معاویہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سالانہ ''شہداءِ ختمِ نبوت کانفرنس''، قبل نماز جمعۃ المبارک منعقد ہوئی، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، قاری محمد اصغر عثمانی، حافظ محمد اسماعیل اور قاری عبیدالرحمٰن زاہد نے خطاب کیا، اِس مرتبہ اجتماع کے لئے ساتھیوں نے بھرپور محنت کی، بعدازاں بزرگ احرار کارکن نذر حسین ڈوگر نے اپنی رہائش گاہ پر ضیافت کا اہتمام کیا جس میں احرار کارکنوں کے علاوہ علماء، شہریوں اور صحافیوں نے بھی شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن محترم حاجی فیض محمد سے ملاقات کے بعد چیمہ صاحب عازم سفر ہوئے۔

## نیٹو افواج کی طرف سے توہینِ قرآن کریم کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

چیچہ وطنی (2 / مارچ) افغانستان میں امریکہ اور نیٹو کی طرف سے توہین قرآن کریم کے دردناک واقعات اور بلوچستان بارے امریکی قرارداد کے خلاف مجلس احرارِ اسلام، تحریک تحفظ ختم نبوت اور تحریک طلباء اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد کے باہر حافظ محمد عابد مسعود، مولانا منظور احمد، حکیم حافظ محمد قاسم اور دیگر رہنماؤں کی قیادت میں زبر دست احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین نے ''اسلام کا دشمن امریکہ'' ''انسان کا دشمن امریکہ'' جیسے فلک شگاف نعرے لگائے اور امریکہ اور پاکستانی حکمرانوں کے خلاف سخت نعرے بازی کی مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، جمعیت علماء اسلام کے مقامی امیر پیر جی عزیز الرحمٰن، مرکزی انجمن تاجران کے صدر شیخ محمد حفیظ، سماجی رہنما شیخ عبدالغنی، قاضی عبدالقدیر، قاضی ذیشان آفتاب، محمد قاسم چیمہ، نواز شریف لورز کے رہنما ذیشان صداقت اور عمر عظیم بھٹی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان سے اپنی شکست وذلت کے پیش نظر امریکہ پاگل ہو چکا ہے اور پے در پے شکست سے گھبرا کے توہین قرآن پر اتر آیا ہے، عبداللطیف خالد چیمہ نے مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پرویز مشرف کے دور میں امریکہ نے جو معاہدات پاکستان سے کیے وہ ملکی سلامتی کی نفی تھے، موجودہ حکومت پرویزی دور کے امریکی معاہدات پر ہی عمل پیرا ہے اور ملکی سلامتی سے کھیلا جا رہا ہے انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے ساتھ اب تک ہونے والی زیادتیوں اور ناانصافیوں کا ازالہ وتلافی کیے بغیر ملک کی وحدت کو قائم رکھنا ممکن نہیں، مقررین نے کہا کہ ہماری تمام مشکلات کا حل محض کلمہ اسلام کے نظام کو نافذ کرنے میں مضمر ہے مظاہرہ شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد کی دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

## قادیانی کی ناجائز تعمیر کے خلاف احتجاج اور کامیابی

چیچہ وطنی (5 / مارچ) چیچہ وطنی میں ایک بااثر قادیانی کی ناجائز تجاوزات کو بچانے کی کوشش...... مذہبی وسماجی تنظیموں کے سخت احتجاج کے بعد بُری طرح ناکام ہوگئی، مجلس احرارِ اسلام، انجمن حقوق شہریاں، تحریک ختم نبوت اور تحریک طلباء اسلام سمیت متعدد تنظیموں، علماء اور صحافیوں کی طرف سے قادیانی کوشش ناکام ہونے پر احتجاجی کیمپ ختم کر کے مشترکہ اجلاس میں مٹھائی تقسیم کی گئی تفصیلات کے مطابق چیچہ وطنی کے ایک بااثر قادیانی عامر حفیظ باجوہ نے بلاک نمبر 13 میں اپنی رہائش گاہ کے سامنے ناجائز تعمیرات کر رکھی تھیں، ورلڈ بنک اور ٹی ایم اے کے تعاون سے شہر میں برساتی نالہ تعمیر ہو رہا ہے، جب نالے کی تعمیر قادیانی عامر حفیظ

باجوہ کے گھر کے قریب پہنچی تو قادیانی عامر حفیظ باجوہ اورٹی ایم او کی ملی بھگت سے برساتی نالے کا رُخ نقشے کے برعکس سڑک کی طرف موڑ دیا گیا جس پر علاقے کے رہائشیوں اور سرکردہ شخصیات نے احتجاج کیا لیکن احتجاج کو قادیانی اثر ورسوخ کی وجہ سے خاطر میں نہ لایا گیا۔ اس صورتحال کا سخت نوٹس لیتے ہوئے انجمن حقوق شہریاں، مجلس احرارِ اسلام، تحریک تحفظ ختم نبوت، تحریک طلباء اسلام کے رہنماؤں شیخ عبدالغنی، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا منظور احمد، چودھری محمد عاطف، پریس کلب کے صدر سعید اختر، میاں نذیر حسین، حاجی محمد اکرم نے احتجاج کی کال دے دی چنانچہ گزشتہ روز 8 بجے صبح قادیانی عامر حفیظ باجوہ کے گھر کے سامنے احتجاجی کیمپ لگا دیا گیا، مختلف مکاتب فکر کے رہنما اور دینی وسیاسی جماعتوں کے کارکن احتجاج کی کال پر دھڑا دھڑ احتجاجی کیمپ پہنچنا شروع ہو گئے ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد، جیسے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھی بعد نماز ظہر قادیانی اور سرکاری حکام کے خلاف احتجاجی مظاہرے کا اعلان کر دیا گیا لیکن احتجاج سے پہلے ہی قادیانی نے تعمیراتی ٹھیکیداروں کو گھر کے اندر بلا کر کہا کہ حسب نقشہ تعمیر کر لی جائے مجھے کوئی اعتراض نہیں بعد ازاں احتجاجی کیمپ میں انجمن حقوق شہریاں کے سرپرستِ اعلیٰ شیخ عبدالغنی، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، پریس کلب چیچہ وطنی کے صدر سعید اختر، مولانا منظور احمد، چودھری محمد عاطف، میاں نذیر حسین اور کئی دیگر رہنماؤں نے لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور صدر پریس کلب کی طرف سے مٹھائی کی تقسیم کی گئی، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شر پسند قادیانی نے بعض شخصیات سے مل کر عوام کا حق غصب کرنے کی کوشش کی یہ قادیانیوں کا پرانا وطیرہ ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قادیانی ناکام ہوا ہے، شیخ عبدالغنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علاقے کے لوگوں کے اتحاد نے قادیانیوں کی یہ کوشش کامیاب نہیں ہونے دی مجلس احرارِ اسلام کے رہنما مولانا محمد صفدر عباس، محمد ارشد چوہان، حافظ محمد عابد مسعود، قاری محمد قاسم، حافظ حبیب اللہ رشیدی، حکیم محمد قاسم، قاضی عبدالقدیر، مرکزی انجمن تاجران (رجسٹرڈ) کے صدر شیخ محمد حفیظ، تحریک طلباء اسلام کے صدر مرزا صہیب اکرام، محمد قاسم چیمہ، انجمن شہریاں (رجسٹرڈ) چیچہ وطنی کے صدر چودھری انوار الحق اور دیگر حضرات نے کہا کہ چیچہ وطنی شہر ختم نبوت ہے یہاں ان شاء اللہ قادیانی سازش کامیاب نہیں ہو سکتی اِن رہنماؤں نے احتجاجی سلسلہ کی کامیابی پر تمام رہنماؤں کو مبارکباد پیش کی ہے۔

## ملک بھر میں شہداءِ ختمِ نبوّت کی یاد میں اجتماعات

لاہور (6 / مارچ) تحریک ختم نبوت 1953ء میں شہید ہونے والے دس ہزار فرزندانِ اسلام کے حوالے سے گزشتہ روز (منگل کو) ملک بھر میں ''یومِ شہداءِ ختمِ نبوت'' منایا گیا اور تحفظ ختم نبوت کے مشن کے حوالے سے تجدید عہد کیا گیا، چیچہ وطنی اور تلہ گنگ میں شہداء کے ایصالِ ثواب کے لئے اجتماعی دعائے خیر کرائی گئی، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سربراہ سید عطاء المہیمن بخاری اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے امیر مرکزیہ مولانا عبدالحفیظ مکی نے اِس موقع پر کہا کہ دس ہزار عاشقان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گولیاں برسا کر لاہور کے مال روڈ کو لہولہان کرنے والے کبھی چین کی نیند نہیں سو سکتے، مولانا زاہد الراشدی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے) پروفیسر خالد شبیر احمد، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا عبدالرؤف فاروقی، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، قاری شبیر احمد عثمانی، میاں محمد اویس، قاری محمد یوسف احرار، ڈاکٹر محمد عمر فاروق اور تحریک ختم نبوت کے دیگر رہنماؤں نے مختلف مقامات پر اپنے بیانات میں کہا ہے کہ قادیانی صرف مذہبی فتنہ نہیں بلکہ ایک ایسا سیاسی گروہ بھی ہے جو ملک وملت کی جغرافیائی جڑوں کو بھی کھوکھلا کرنا چاہتا ہے، مولانا زاہد الراشدی نے کہا ہے کہ 1953ء کی تحریک نے وطن

عزیز پر قادیانی اقتدار کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہونے دیا۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ میمو اسکینڈل کے مرکزی کردار منصور اعجاز نے اپنا قادیانی عقیدہ چھپا کے واضح کر دیا ہے کہ وہ کتنا سچا اور کتنا جھوٹا ہے؟ سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ شہداءِ ختم نبوت کا مشن ہم سے متقاضی ہے کہ ملک میں پرامن اسلامی انقلاب کے لئے جدو جہد کو منظم کریں متعدد مقامات پر قرار دادیں بھی منظور کی گئیں جن میں کہا گیا کہ حکومت امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد نہیں کروا رہی اور چناب نگر کی پولیس چوکی اور اس سے متصل مسجد کو دوسری جگہ منتقل کرنے کی خطرناک سازش ہرگز کامیاب ہونے نہیں دی جائے گی۔

## صدر اور وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شرط ختم کرنے کا مطالبہ اسلام اور ملکی آئین سے غداری ہے

ساہیوال (7/مارچ) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ وزیر اعظم گیلانی کا یہ کہنا کہ ''توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) قانون کا غلط استعمال روکیں گے'' کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں، لیکن وزیر اعظم یہ بتائیں کہ باقی قوانین کا غلط استعمال نہیں روکیں گے، اگر وہ حیلے بہانوں سے اس قانون کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو یہ خیال دل سے نکال دیں! انہوں نے کہا کہ کمزور ترین مسلمان بھی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین یا اِس حوالے سے قوانین کو ختم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتا، انہوں نے ایم کیو ایم سے تعلق رکھنے والے وفاقی وزیر فاروق ستار کا صدر اور وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونے کی شرط ختم کرنے کے مطالبے کو قیام ملک کے مقصد سے غداری اور آئین سے صریحاً انحراف قرار دیتے ہوئے الزام عائد کیا ہے کہ اسلام و وطن دشمن عناصر اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے نام پر قادیانی اِرتداد کا راستہ ہموار کرنا چاہتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ملکی سلامتی کی بقاء وتحفظ کا واحد راستہ قرار دادِ مقاصد کے تقاضوں کو پورا کرنے میں ہی مضمر ہے، بین المذاہب ہم آہنگی کے نام پر ملک کی نظریاتی شناخت کو ختم کرنے کی مذموم کوششیں ہو رہی ہیں مذہبی قوتوں اور محبِّ وطن حلقوں کو اس کا نوٹس لینا چاہیے۔

## مجلس احرارِ اسلام ہر محاذ پر قادیانیت کا تعاقب کریں گی (قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری)

(گجرات ۱۰/مارچ) قائد احرار، ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ مجلس احرارِ اسلام ہر محاذ پر قادیانیت کا تعاقب کری گی۔ فتنۂ ارتداد کا محاسبہ احرار کا عقیدہ، مشن اور نصب العین ہے۔ خاتم النبین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا حصول ہر مسلمان کا ایمان اور آرزو ہے۔ دنیا وآخرت کی بھلائی اور نجات کا راستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہے۔ اِن خیالات کا اظہار انہوں نے مجلس احرارِ اسلام کے زیر اہتمام مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں ضلع گجرات میں منعقدہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ قائد احرار ۹/مارچ کو گجرات تشریف لائے اور مسجد خاتم النبیین سیٹلائٹ ٹاؤن میں اجتماع سے خطاب کیا۔ اگلے روز بعد نمازِ عشاء مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں میں ختمِ نبوت کانفرنس کے بڑے اجتماع سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت دجل اور فریب ہے۔ وہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر کفر وارتداد کا پرچار کر رہے ہیں۔ مجلس احرارِ اسلام مسلمانوں کو اس دھوکے سے خبردار کرتی رہے گی۔ کانفرنس سے پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، اہلِ سنت والجماعت پنجاب کے صدر مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، جمعیت علماء اسلام گجرات کے امیر مولانا محمد عبداللہ اختر مولانا احسان اللہ اشرفی اور حافظ ضیاء اللہ نے بھی خطاب کیا۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ قادیانیت ایک ناسور ہے۔ جسے کاٹنا ہمارا دینی فریضہ ہے۔ قادیانی اپنے مذہب کی بنیاد پر اپنی الگ شناخت قائم کریں، مسلمانوں کا بہروپ

اختیار نہ کریں۔ مولانا شمس الرحمٰن معاویہ نے کہا کہ تحفظ ختمِ نبوت اور تحفظ ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم لازم وملزوم ہیں۔ قرآن و سنت کی تعلیمات کا اعتقادی اور عملی معیار صرف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ ہم صحابہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے منکرین ختمِ نبوّت کے خلاف جہاد جاری رکھیں گے۔ کانفرنس کے اختتام پر حفظ قرآن اور دیگر شعبوں سے فارغ ہونے والے طلباء کی دستار بندی کی گئی اور حضرت پیر جی مدظلہٗ کی دعاؤں کے ساتھ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

☆☆☆

کراچی (16 / مارچ) مجلس احرارِ اسلام سندھ کے رہنما قاری علی شیر (کراچی) کی والدہ ماجدہ 14 / مارچ کو انتقال کر گئیں ان کی نماز جنازہ اور تدفین وہاڑی کے قریب گڑھا موڑ کے چک نمبر 102 میں ہوئی قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قریشی، محمد شفیع الرحمٰن احرار، مولانا محمد احتشام الحق معاویہ، مولانا عبدالغفور مظفر گڑھی، مولانا مفتی ہارون مطیع اللہ اور دیگر حضرات نے قاری علی شیر کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے، عبداللطیف خالد چیمہ، قاری محمد قاسم (چیچہ وطنی)، محمد نوید طاہر (بوریوالا)، حافظ گوہر علی (گڑھا موڑ) نے 16 / مارچ کو چک نمبر 102 ڈبلیو بی میں پہنچ کر لواحقین سے تعزیت کا اظہار کیا۔

## غیر مسلموں کے اسلام قبول کرنے پر پابندی کا مطالبہ کرنے والے اسلام اور پاکستان کے غدار ہیں

کمالیہ (16 / مارچ) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے ارکان اسمبلی اور سیاستدانوں کی طرف سے فریال بی بی کے قبول اسلام کے بعد اس کیس پر اثر انداز ہونے کو اِرتداد پروری قرار دیتے ہوئے اسلام دشمنی سے تعبیر کیا ہے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کمالیہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کسی غیر مسلم کا اپنی مرضی سے اسلام قبول کرنے پر پابندی کی بات ایک ایسے ملک میں کی جا رہی ہے جو کلمہ اسلام کے نام پر بنا تھا ایسا کرنے والی حکومت یا سیاستدان دینی تعلیمات کو ذبح کر رہے ہیں۔ سیاست اور دنیا داری کے لئے اپنی آخرت کو خراب نہ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی حکمران امریکی ڈکٹیشن کے غلام بن کر رہ گئے ہیں۔

## اسلام قبول کرنے والی ڈاکٹر حفصہ اور فریال بی بی کو تحفظ فراہم کیا جائے

لاہور (۱۹/ مارچ ۲۰۱۲ء) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلام قبول کرنے والی خواتین ڈاکٹر حفصہ اور فریال بی بی کو مرتد بنانے کے لیے ہندوؤں کی تائید بھی کفر و اِرتداد پیروی ہے، اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ آزادانہ طور پر اپنی مرضی کے ساتھ جن خواتین نے اسلام قبول کیا ان کو سرکاری دباؤ کے تحت دارالامان بھیجنا بنیادی اسلامی وانسانی حقوق کی نفی ہے۔ این جی اوز اور میڈیا کو اپنی غیر جانبداری یقینی بنانی چاہیے اور عالم کفر کے اسلام دشمن پراپیگنڈے کا حصہ بننے کی بجائے مزاحمتی کردار ادا کرنا چاہیے۔

## ایم کیو ایم کی قادیانیت نوازی یہودی ایجنڈہ ہے

چیچہ وطنی (21 / مارچ) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینر اور مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم پہلے تو قادیانیوں کو مسلمان سمجھتی تھی اب قادیانیوں کو مسلمانوں سے اچھا کہنے لگی ہے الطاف حسین کے بیان کہ ''اقتدار میں آ کر اقلیت کا لفظ ختم کر دیں گے'' اور ایم کیو ایم کے سینٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی

کے اس فتوے کہ ”قادیانی مسلمانوں سے اچھے ہیں“ پر تبصرہ کرتے ہوئے عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ایسے لگتا ہے جیسے ایم کیو ایم پیور قادیانی ایجنڈے پر کام کر رہی ہے اور اس ایجنڈے کے اصلی سپانسر ڈ صیہونی و یہودی ہیں انہوں نے کہا کہ اقلیت کا لفظ ختم کرنے کی بات تو بانی پاکستان اور تصور پاکستان کی بھی نفی ہے، قائداعظم نے تو مسلم اکثریت، مسلم کیچر اور قرآنی قوانین کے نفاذ کی بار بار بات کی تھی، قائداعظم کے خیالات وافکار کی نفی کرنے والے قائداعظم کا نام لینا چھوڑ دیں انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم کے سینٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی کا یہ کہنا ہے کہ جب ایک قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے نوبل انعام جیتا تھا تو اس وقت سب نے ان کے پاکستانی ہونے پر فخر کیا تھا اور اب انہیں اقلیت قرار دے کر کم تر درجے کا شہری سمجھ رہے ہیں جو سراسر ناانصافی ہے ۔عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ تاریخ کے ریکارڈ پر موجود ہے کہ سابق وزیراعظم پاکستان بھٹو مرحوم نے پاکستان میں ہونے والی ایک سائنس کانفرنس میں بیرون ملک مقیم ڈاکٹر عبدالسلام کو دعوت دی تو ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا تھا کہ ”میں اُس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک کہ آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔“ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کو نوبل انعام میرٹ پر نہیں بلکہ یہودی وصیہونی دباؤ پر دیا گیا تھا جو دراصل پاکستان سے غداری اور نیوکلیئر پروگرام کی مخبری کا حق الخدمت تھا انہوں نے کہا کہ سابق بیوروکریٹ اور ممتاز صحافی زاہد ملک کی کتاب ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلامی بم میں درج ہے کہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا ماڈل امریکہ کو قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے فراہم کیا تھا انہوں نے مزید کہا کہ قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد سمجھتے ہیں قادیانی اپنے کفر کو اسلام کا نام دیتے ہیں دستور پاکستان اور آئین پاکستان کے فیصلوں کو ماننے سے انکاری ہیں اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں سے انحراف کرتے ہیں قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے کی بجائے دنیا کے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں اکھنڈ بھارت قادیانیوں کا مذہبی عقیدہ ہے ایسے ہیں ایم کیو ایم جیسے طبقات کی طرف سے قادیانی کفر کی طرف داری دراصل ارتداد پروری کی ذیل میں آتا ہے اور یہ طرز عمل ملک کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کو منہدم کرنے کی غمازی کرتا ہے ایم کیو ایم میں صحیح العقیدہ اور محبّ وطن کارکنوں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اپنی قیادت کا مکمل محاسبہ کریں۔

## جناب عبداللطیف خالد چیمہ کا سفرِ کوئٹہ

کوئٹہ (رپورٹ: ارسلان حسن) میرے والد صاحب (حاجی فیاض حسن سجاد) نے بتایا کہ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے دفاع پاکستان کونسل کی اے پی سی میں شرکت کے لئے کوئٹہ آنا ہے چنانچہ والد صاحب، عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے مبلغ قاری محمد حمزہ ملوک اور ہم لوگ 27 رفروری کو 11 بجے ائر پورٹ پہنچے فلائٹ تھوڑی تاخیر سے پہنچی، ملاقات ہوئی تو خیال کے مطابق پہچاننے میں اِس لئے دقت ہوئی کہ کچھ زیادہ ہی سادہ ہیں اور جملہ تکلفات سے بے نیاز! ہم لوگ گھر پہنچے تو آرام کی بجائے گپ شپ، تحفظ ختمِ نبوت اور حالات حاضرہ پر سیر حاصل گفتگو، شام کو ہم لوگ چودھری محمد طفیل احرار کی رھائش گاہ پہنچے چودھری صاحب سو برس کے قریب ہیں، قادیان میں مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختمِ نبوت کے آفس سیکرٹری رہے اور اس حوالے سے یادوں کا ایک خزانہ ان کے دل ودماغ میں محفوظ ہے والد صاحب نے ان سے کسب فیض کیا ہے اور تحفظ ختمِ نبوت کے کام کو بلوچستان میں منظّم کرنے کا سہرا چودھری صاحب کی جدوجہد کا ثمر ہے چیمہ صاحب نے نقیب ختمِ نبوت کا تازہ شمارہ اور پاکستان کیا ہوگا؟ اُن کی خدمت میں پیش کیا تو چودھری صاحب آبدیدہ ہو گئے اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا..... تذکرۂ امیر شریعت کرتے ہوئے ان کی کیفیت کی عکاسی مشکل ہے ،اس یادگاہ ملاقات کے بعد ہم سب نے مولانا فضل الرحمٰن خلیل سے اُن کی قیام گاہ پر ملاقات کی وہ بھی اے پی سی میں شرکت کے لئے

آئے ہوئے تھے رات کو والد صاحب نے عشائیہ کا اہتمام کیا اور اس میں بلوچستان کے صوبائی خطیب مولانا انوارالحق حقانی، قاری محمد حمزہ ملوک، مولانا محمد وقاص، محمد اسامہ، مسلم لیگ (ن) کے سابق صوبائی نائب صدر نظام خان اچکزئی، اخلاق شاہ ایڈووکیٹ، میر محمد اسلم رِند، پشتون خواہ ملی عوامی وطن کے صوبائی رہنما محمد صدیق قریشی اور دیگر حضرات نے شرکت کی اور دیر تک دینی وقومی سیاست کے حوالے سے دلچسپ اور معلوماتی گفتگو ہوتی رہی اگلے روز 27 رفروری کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے جنرل سیکرٹری حاجی تاج دین صاحب چیمہ صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لائے اور پھر اُنہوں نے دفاع پاکستان کونسل کی اے پی سی میں شرکت کی، جہاں مختلف رہنماؤں سے ملاقات اور تبادلہ خیال ہوا اے پی سی میں انہوں نے مجلس احراراسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے بلوچستان کی صورتحال کا تجزیہ کیا اور کہا کہ بلوچوں کی حقیقی نمائندگی کے بغیر یہ ایجنڈا آگے نہیں بڑھ سکتا انہوں نے کہا کہ بلوچستان کو پاکستان سے الگ کرنے کی بات سب سے پہلے آنجہانی قادیانی مرزابشیرالدین محمود نے کی تھی انہوں نے دفاع پاکستان کونسل کی قیادت سے درخواست کی کہ وہ وطن عزیز کے خلاف قادیانی ریشہ دوانیوں پر بھی نظر رکھیں، رات کو مولانا محمد وقاص اور محمد اسامہ کے والد گرامی جناب عبداللہ فاروقی نے چیمہ صاحب کے اعزز میں عشائیہ کا اہتمام کیا، 29 رفروری کو وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر تشریف لے گئے اور مجلس کے مقامی رہنماؤں سے ملاقات وتبادلہ خیال کرنے کے بعد روزنامہ ”جنگ“ کوئٹہ کے دفتر گئے جہاں والد صاحب نے جنگ کوئٹہ کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر اور دیگر سٹاف سے ملاقات کرائی مغرب کے بعد ہم نے کوئٹہ ائر پورٹ پر اُنہیں لاہور کے لئے رخصت کیا۔

## مسافرانِ آخرت

☆ جماعت اسلامی پاکستان کے سیکرٹری جنزل لیاقت بلوچ کی والدہ ماجدہ ۱۹ر مارچ کو لاہور میں انتقال کر گئیں۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاءالمہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس اور قاری محمد یوسف احرار نے جناب لیاقت بلوچ سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی اور لواحقین سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

☆ چیچہ وطنی میں ہمارے عزیز معاونین محمد آصف، محمد کاشف اور محمد عاطف (بلاک نمبر 12) کے والد گرامی اور بورے والا جماعت کے ناظم جناب محمد نوید طاہر کے خالو سُسر فاروق احمد 14 ر مارچ کو انتقال فرما گئے

☆ مجلس احرارِ اسلام کراچی کے نائب امیر قاری علی شیر صاحب کی والدہ ماجدہ 13 ر مارچ کو گڑھا موڑ میں انتقال فرما گئیں۔

☆ تحریک طلباء اسلام ملتان کے رہنما محمد فرحان الحق حقانی کی خالہ، انتقال ۱۸ر مارچ ۲۰۱۲ء

☆ مجلس احرار اسلام راولپنڈی کے نائب امیر جناب خالد کھوکھر صاحب کی اہلیہ، انتقال ۲۶ر مارچ ۲۰۱۲ء

☆ چودھری محمد عباس مرحوم، مدرسہ محمودیہ معمورہ، ضلع گجرات کے معاون گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

## دعائے صحت

جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور جناب ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ کے ماموں اور ہمارے معاون جناب محمد احسان چیمہ (لاہور) علیل ہیں اُن کا مُہرے کا آپریشن ہوا ہے، قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ــــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

# مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

## دارِ بنی ہاشم
## مہربان کالونی ملتان

### خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ اس سال درجہ متوسطہ سے درجہ سادسہ تک داخلے ہوئے ★ دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا
★ انگلش، عربی لینگویج کے لیے خصوصی کلاسز ★ میٹرک کا امتحان درجہ اولیٰ کے ساتھ
★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء ★ قیام وطعام، وظیفہ اور علاج کی سہولت
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ لائبریری
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

### تعمیری منصوبے

• دارالقرآن • دارالحدیث • دارالمطالعہ اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جا رہی ہے۔ لاگت فی کمرہ تین لاکھ روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیل زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطے
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

دین و شریعت ۰ تعلیم و تربیت ۰ اخلاق و معاشرت ۰ ادب انشا اور سیاست کے ...

# اسلام کی اعلیٰ اخلاقی قدروں کا حامل ایک مکمل فیملی میگزین

ماہنامہ

## سنابل

کراچی

ایڈیٹر: محمد احمد حافظ

## ”سیرت نمبر“ کی اشاعت کے ساتھ پہلا شمارہ منظر عام پر آگیا جس میں

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، [illegible] محمد یوسف بنوری،

متکلم اسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب، [illegible]

امام تاریخ و سیرت حضرت مولانا [illegible]

حضرت مولانا [illegible] فاروقی شہید

مولانا سید عطاء المحسن بخاری، عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر، [illegible] مولانا سلیم اللہ خان

اور دیگر اکابر علماء امت کے سیرت پر بلند پایہ نادر و نایاب مضامین، سیرت پارے اور شاہ کار نعتیں شامل ہیں۔

رابطہ برائے خط کتابت: R.539 سیکٹر 9 نزد جامع مسجد باب الاسلام نارتھ کراچی

فون نمبر 0331-2829783 ای میل sanabilmag@gmail.com

☆ مولانا احتشام الحق، مسجد داؤد سائٹ کراچی 0300-2862820۔ ☆ مولانا [illegible] آباد ہری پور 0300-5315209۔

☆ محمد امین اشعر، احسن آباد کراچی 0333-2122756۔ ☆ بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم ملتان 061-4511961۔

☆ اسلامی کتاب گھر فیصل آباد 0321-7693142۔ ☆ السعید جنرل اسٹور ساہیوال 0321-6950003۔ ☆ محمد عابد مسعود، چیچہ وطنی 0300-6939453

تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء
کے شہداء کی یاد میں

# سالانہ تحفظِ ختمِ نبوت کانفرنس

زیر صدارت

سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

3 مئی 2012ء
جمعرات بعد نماز عشاء

جامع مسجد بلاک نمبر 12
چیچہ وطنی

زیر نگرانی
مجاہد ختم نبوت
جناب عبداللطیف خالد چیمہ
ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ رہنما، زعماء احرار
اور تحریک طلباء اسلام کے رہنما خطاب کریں گے
ان شاء اللہ تعالیٰ

شعبہ نشریات
تحریک تحفظ ختم نبوت مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی
040 -5482253
0300-6939453



## الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ کی علمی وفکری مطبوعات

**خطبہ حجۃ الوداع: اسلامی تعلیمات کا عالمی منشور**

جامع متن مع توضیحی محاضرات از: مولانا زاہد الراشدی

[صفحات: ۱۴۴ - قیمت: ۱۰۰ روپے]

**اسلام اور انسانی حقوق**

**(اقوام متحدہ کے عالمی منشور کے تناظر میں)**

محاضرات از: مولانا زاہد الراشدی

[صفحات: ۱۲۰ - قیمت: ۶۵ روپے]

**متون حدیث پر جدید ذہن کے اشکالات**

از قلم: ڈاکٹر محمد اکرم ورک

[صفحات: ۵۱۲ - قیمت: ۲۵۰ روپے]

**اطراف - دینی تعبیر کے چند نئے گوشے**

مجموعہ مقالات: پروفیسر میاں انعام الرحمٰن

[صفحات: ۶۷۲ - قیمت: ۳۵۰ روپے]

**ماہنامہ الشریعہ کی خصوصی اشاعتیں**

○ بیاد: شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ ○

[صفحات: ۱۰۰۰ - قیمت: ۳۰۰ روپے]

○ بیاد: ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ ○

[صفحات: ۶۰۰ - قیمت: ۲۵۰ روپے]

○ ''جہاد - کلاسیکی و عصری تناظر میں'' ○

[صفحات: ۶۶۴ - قیمت: ۲۵۰ روپے]

رابطہ: مکتبہ امام اہل سنت، جامع مسجد شیرانوالہ باغ، گوجرانوالہ (0334-4458256 / 0306-6426001)

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

# جامعہ بستانِ عائشہ

بانی
سیّد عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ
قائم شدہ
1989

کی تعمیر شروع ہے

چھے درس گاہیں، وضو خانہ اور طہارت خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ تین درس گاہوں کی تعمیر باقی ہے۔

دَارِ بنی ہاشم مہر بَان کالونی ملتان

مخیّر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ سریا بجری اور دیگر سامانِ تعمیر دے کر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں

★ طالبات کے بیٹھنے کے لیے فرنیچر اور کتابوں کی الماریوں کا کام جاری ہے

★ جامعہ میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمۂ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات جامعہ کو عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

فی کمرہ لاگت
3,00,000
(تین لاکھ روپے)

تخمینہ
30,00,000
(تیس لاکھ روپے)

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر
مہتمم
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

# CARE PHARMACY
# کئیر فارمیسی

**Trusted Medicine Super Stores**

## سلیمی چوک
اعوان پلازہ
041-8540064

## مدینہ ٹاؤن
سوساں روڈ
041-8543127

## اقبال سٹیڈیم
بالمقابل سندباد
041-2605733

## جناح کالونی
گلبرگ روڈ
041-2642833

## سمن آباد
قادری چوک
041-2561616

## گلستان کالونی
نزد عزیز فاطمہ ہسپتال
041-2004509

## ڈی گراؤنڈ
ہریانوالا چوک
041-8559433

## فیصل آباد میں سات برانچز الحمدللہ

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

24 گھنٹے کھلا ہے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ائیر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

**Head Office:** Canal View, Lahore.